سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

مولانا غلام دستگیر ہاشمی قصوری

متوفی ۱۳۱۵ھ ۱۸۹۷ء

دارالاسلام۔ لاہور

Darul Islam, LHR دارالاسلام، لاہور

تاسیس / کارکردگی: "دارالاسلام" صحیح اسلامی افکار کا ضامن اور خالص مذہبی نظریات کا حامل ایک علمی تحقیقی اشاعتی ادارہ ہے۔ جس کی بنیاد 1429ھ/2008ء میں رکھی گئی اور محض اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے کمال فضل سے اب تک پیہم اپنے نیک ارادوں اور دور رس منصوبوں کی تکمیل کے لیے تازہ ولولوں کے ساتھ کوشاں ہے۔ بحمداللہ سبحانہ اس مختصر عرصے میں ادارہ نے وقت کے نباض علماء اور بلند پایہ محققین کی سرپرستی میں اپنے کئی اہداف مقاصد میں کامیابی حاصل کر کے با مقصد قیام کا ثبوت دیا ہے۔

منشور / عزائم: "دارالاسلام" کی اساسی اغراض میں سب سے پہلے پاکستان پھر دنیا بھر میں اسلامی فکر کے خلاف پھیلائی گئی اندوہناک میڈیائی یلغار (Media War) کے مقابل مسلمات وشعائر اسلامیہ کا تحفظ اور ترجیحی بنیادوں پر امور سلطنت واصول ریاست پر نظام مصطفیٰ کے نفاذ کا شعور بیدار کرنا اور جمہوریت (Democracy) کی خرابات کو آشکارا کرنا کہ جس کا اسلامی نقطۂ نظر سے نظام کفر ہونا مسلّم ہے۔ پھر خاص الخاص اسلامیت (Islamization) کا فروغ اور ارتداد (Apostasy)، الحاد (Atheism) کا استیصال ہے۔ نیز وہ طاقتیں جو اسلام کا نام استعمال کر کے اندرون خانہ اسلامی ساکھ کو کھوکھلا کرنے میں دن رات مصروف کار و سرگرم ہیں اور وہ سازشی عناصر بالخصوص متجددین اور عقب دین جو دشمنان اقوام کی شہ پر یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ (مادی) ترقی کے اس دور میں اسلام۔ معاذ اللہ۔ فرسودہ نظام بن چکا ہے۔ جس کا پھانک اندازہ دنیا کے کئی خطوں میں رائج مختلف قسم کے ظاہراً اقتصادی اصلاً جبریت اور دہریت کے پرچارک نظاموں جیسے کیپٹل ازم (Capitalism)، سوشل ازم (Socialism)، مارکس ازم (Marxism)، کمیون ازم (Communism)، بالشو ازم (Bolshevism) وغیرہ کے وضعی و اقبالی مقاصد سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ ان چارہ جوں اور مردودوں کو دین اسلام کی ابدی آفاقیت اور اس نظام کی سرمدی برکات سے روشناس کرا کے ان کے اس زعم باطل کا قلع قمع کرنا اور وہ تمام تخریبی قوتیں جو کسی بھی طرح سے اسلام کی اصلی شکل کو مسخ کرنے کے در پے ہیں ان کا تعاقب کر کے انھیں بے نقاب کرنا۔ اس کے ساتھ ساتھ بطور خصوصی توہب (Wahabism)، تشیع (Shiaism)، خارجیت (Kharijism)، قادیانیت (Ahmadiyya)، یہودیت (Judaism)، عیسائیت (Christianity)، ہندومت (Hinduism)، بدھ مت (Buddhism)، سکھ مت (Sikhism) اور کنفیوشس مت (Confucianism) اور دیگر ادیان ومذاہب ومسالک پر علمائے اسلام کی کاوشوں کو منظر عام پر لایا جائے گا اور ان سے بھی بڑھ کر خطرناک سوچ جسے مادیت (Materialism)، جدیدیت (Modernism) اور لادینیت (Secularism) سے موسوم کیا جاتا ہے اور اس کے اثرات مسلمانوں کی نئی نسل کے ذہنوں پر راسخ ہو چکے ہیں ان کے ازالہ کے لیے حسب اقتضا جدید و سستے لٹریچر کی سوغات فراہم کرنا، مع ہذا مسلم دنیا کے سلگتے مسائل پر دور حاضر کے بالغ النظر، وسیع المشاہدہ اور صحیح الاعتقاد واہل سکالرز کے صحت مندانہ، دانش ورانہ اور نقادانہ تبصرے اور تجزیے اسلامیان عالم کے سامنے پیش کرنے کے مبارک عزائم بھی ادارہ کے تعمیری افکار کے لازمی اجزا ہیں۔

قُل جَآءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ

للہ الحمد کہ تالیف منیف جامع کمالات مجمع صفات زبدۃ المحققین قدوۃ العارفین جناب مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب ہاشمی قصوری عم فیضہم

جواب استفسار کفریت درود شریف

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

جسکو خاکسار شیخ رحیم بخش گوجرانوالیہ حسبتاً للہ محض ہمدردی اسلامی کی وجہ سے واسطے متنبہ کرنے رسمی ملاؤں اور مراہی مولویوں کے من گھڑت فتوی بازوں کے خصوصاً اور جملہ برادران اہل اسلام کے عموماً چھپوا کر بلاقیمت مفت تقسیم کیا

بمطبع گوجرانوالہ طبع شد

بار اول۔ تعداد جلد ۰۰



لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ



فیضانِ نورِ علم

امامِ اعظم علی الاطلاق بانیٔ فقہ حنفی
ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ

امام المتکلمین مصحح عقائد المسلمین
ابو منصور محمد ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ

غوث اعظم شیخ طریقت
محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

برکۃ المصطفیٰ فی الہند شیخ محقق
شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت امام اہل سنت
شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

میر کارواں
اشرف العلماء امام اہل سنت
حضرت شیخ المشائخ
علامہ ابو الحسنات محمد اشرف سیالوی مدظلہ

ارباب شوریٰ
محمد اشرف ... جلالی
عمر محمود احمد برکاتی
ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
راجا رشید محمود
خواجہ حسنی حیدر

صاحب الارشاد: مفتی غلام حسن قادری

سلسلۂ مطبوعات: ۱۴
طبع: رمضان ۱۴۳۳ھ / اگست ۲۰۱۲ء
قیمت: 15NET روپے

ناشر محمد رضاء الحسن قادری

پیش از کتاب.....

''دار الاسلام لاہور'' کے احیائے تراث علمیہ اسلامیہ کے وسیع تر گراں قدر اشاعتی پروگرام میں بحمد اللہ القدوس برعظیم کی کثیر نام ور قد آور افاضل اماثل شخصیات کی بیسیوں تحقیقی علمی ادبی فنی تاریخی نگارشات شامل ہو چکی ہیں، علی الخصوص وہ علمائے اسلام جن کی یادوں کے نقوش کسی قدر تو زمانے کی دست برد نے مٹا ڈالے، لیکن اپنوں کی غافلی ان کے اتلافِ حقوق کی سب سے بڑی جرم دار ٹھہری، ان کی ذاتی تحریرات کو تحقیق کے مستعلیقی اصولوں اور طباعت کے عصری تقاضوں کے مطابق شائع کرنا اس وقیع وجلیل منصوبے کا مرکزی نقطۂ عمل ہے۔ رب کریم زادہ فضلہ العمیم کو منظور ہوا تو جلد ہی نایاب اور کم یاب قسم کی کتب کی ایک معقول تعداد اہل اسلام کے باذوق حلقے کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔

حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ برعظیم کی ان نابغہ، برگزیدہ اور چنیدہ شخصیات میں سے تھے جنھوں نے ماضی قریب میں خطۂ ہند کے مسلمانوں کے اعتقادی اثاثے میں زبردست انقلاب پیدا کیا۔ آپ اپنی ذات میں ایک تحریک تھے، بڑے سے بڑے اکڑفوں دکھانے والے مذہبی پیش واؤں کے لیے تن تنہا کافی ہوتے، اسی لیے جہاں کوئی فتنہ پر پرزے نکال رہا ہوتا فوراً اس کا تعاقب کرتے۔ اکثر آپ ان علاقوں کے سفر پر ہوتے جہاں فتنہ گروں کے سرغنے اپنے قدم جمائے ہوئے ہوتے اور اپنے افکار کو پھیلانے میں مستعدی دکھاتے تھے، وہاں ان سے دعوت فکر، تبلیغ حق اور مباحثہ کا دور چلتا۔ نتیجۃً انھیں شکست کا سامنا کرنا پڑتا اور لوگوں کے ایمان ان کے شر سے مصئون ومامون ہو جاتے۔ ہندوستان کی مذہبی تاریخ کا باب آپ کی مساعی مشکورہ کے ذکر خیر کے بغیر کبھی مکمل نہیں ہو سکتا۔

پہلے پہل ہم بھی سنا کرتے تھے کہ برعظیم کے متفق بین الاقران علمائے اہل سنت کو ایک مسلک (منسوب بہ علاقہ دیوبند) کا قبضہ مافیا اپنے کھاتے میں ڈال رہا ہے، فاتح عیسائیت مولانا رحمت اللہ کیرانوی ہوں کہ مناظر اسلام مولانا سید آل حسن موہانی رضوی، مفتی عنایت احمد کاکوروی ہوں، مولوی فقیر محمد جہلمی ہوں، علامہ عبد الحی لکھنوی ہوں، پروفیسر مولانا اصغر علی روحی ہوں یا مولانا کرم الدین

دیوبند وغیرہم من العصاۃ، الاعاظم أعزّھم اللہ تعالٰی بعلوّ المکارم: ان مشاہیر کو وہ اکابر دیوبند کا قائل دینے کی کوشش کر رہے ہیں اور بڑے ہی کس قسم کے چور ہیں جو کمال سینہ زوری سے یہ سب کرتے جا رہے ہیں، اس کو ہاتھ کی صفائی کہیں، افترا پردازی کا نام دیں، جعل سازی کہیں یا پھر حقائق سوزی خیال کریں۔ اس قدر بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ علمائے اعلام بھی اہل سنت تھے اور ان لوگوں کو بھی سنت کی اہلیت کا ادعا ہے۔ یہ علما بھی حنفی تھے اور یہ لوگ بھی حنفی ہیں، چلو، کچھ لیپا پوتی سے، کچھ نوسربازی سے، کچھ ہیرا پھیری سے کام چلا لیں گے اور انھیں اپنی طرف کا ثابت کر لیں جو ان کی قدیمی اور فطری عادت ہے، مگر یہ غیر مقلد اہل حدیث حضرات کو کیا سوجھ پڑی، نہ سنیت کا دعوی، نہ حنفیت سے علاقہ، وہ جنھیں وہابیت و غیر مقلدیت کے رد و ابطال کے سلسلے میں سند مانا جاتا ہے — مولانا غلام دستگیر سنی حنفی — آج کل انھیں اپنا ہم مسلک بتایا جا رہا ہے۔ جنھوں نے درجن بھر کتابیں تو فقط تمھارے نظریات کی تردید میں لکھ ڈالیں، ساری زندگی تحریرا تقریرا تمھارے خیالات کی تکذیب پر کمربستہ رہے، تمھارے مفروضہ مذہب کی تقلید میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ کس منہ سے تم انھیں اپنا طرف دار ٹھہراتے ہو، کیا کوئی پیمانہ ہے تمھارے ہاں اہل سنت و اہل حدیث میں امتیاز کا اور مقلد و غیر مقلد میں فرق کا۔۔۔ واہ یہ مستانہ چال تمھاری!! کہاں سے انتقال کی تم نے یہ استادی!!!

سنو، اور ٹھنڈے دل سے سنو! ہم اپنے اسلاف کے تحفظ کے لیے نکل کھڑے ہوئے ہیں، ان کی کتابیں ان کے عقائد کی آئینہ دار ہیں، ہم از اول تا آخر ان کا احیا کریں گے اور اسے دنیا کے کونے کونے میں پہنچا کر دم لیں گے۔ یہ کوئی لوٹ کا مال نہیں جنھیں جس کا جی چاہے اڑا لے جائے، ہوش دار! اب دیو کے بندوں کی کوئی شاطری نہیں چلے گی اور تقلید کے دشمنوں کی کوئی چالاکی کام نہیں آئے گی حتی کسی رنگ باز نیچری یا مرزائی کو بھی حق پرستوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی مجال نہیں ہوگی۔ اب صرف حق کا چرچا ہوگا، حق کا بول بالا ہوگا اور باطل ذلیل و رسوا ہوگا، باطل کا اس دنیا میں کوئی ٹھکانہ نہیں بچے گا۔۔۔۔ رہے نام اللہ کا!!!

یار لوگوں نے اپنی حدیث النفس کو سچا دکھانے کے پس منظر میں طرح طرح کی باتیں گھڑیں۔ درود گرامی اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ کو شرک و بدعت تو وہ برسوں سے کہتے

چلے آ رہے ہیں، مگر کچھ عرصہ سے اتہام طرازوں نے اسے فیصل آبادی درود ثابت کرنے کی مہم چلا رکھی تھی، کچھ الزام تراشوں نے اسے **Made in Bareilly** کہا، "فتاوی ثنائیہ" میں اس قسم کے درود کو بناوٹی اور ناجائز کہا گیا۔ (دیکھیے ج ۲ ص ۷۷، مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور ۲۰۱۰ء)

زبیر احمد ظہیر (ایڈیٹر ماہ نامہ "صوت العرب"، لاہور) نے اس کو توحید و آل و اصحاب رسول کے خلاف سازش قرار دیا، وجہ یہ بتائی کہ اس میں ان کا تذکرہ نہیں ہے۔

(بحوالہ ماہ نامہ "القول السدید" لاہور، جولائی ۱۹۹۷ء، ص ۲۸، ۳۶، ۳۸)

یہ سب ان کے منہ کی باتیں ہیں، اندر کی بات یہ ہے کہ درود ہو خواہ کوئی وظیفہ! ان حضرات کو یا رسول اللہ کے الفاظ سے تکلیف ہے، ورنہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ کے تو یہ لوگ بھی قائل ہیں، چڑ ہے تو ایک حرف "یا" سے۔ اس "یا" کو مٹانے کے لیے ان مورکھوں نے کیا کچھ نہیں کیا، ظالموں نے قرآن و حدیث کے مدلولات و مفاہیم میں تحریفات کر ڈالیں، کتابوں کے متون میں تغیرات کیے، مسلمات پر تعریضیں کیں، اکابر امت پر بہتان باندھے، عوام الناس کے روبرو جھوٹ بولے، لیکن یہ "یا" آج تک اپنی ازلی و اصلی تاب و تواں کے ساتھ سلامت ہے اور ان شاء اللہ تا ابد ہر لحظہ، ہر لمحہ اس کی نصرت اور ندرت فزوں تر ہوتی رہے گی۔ تف ہے نادانو! تم پر، ایسا ہی مقدس باب میں عداوت چاہتے ہو! مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ۔

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل — یا رسول اللہ کی کثرت کیجیے

(حضرت رضا بریلوی)

مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ رسالہ سلالہ ایک تاریخی دستاویز ہے جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ یہ درود و رحمت ذرۂ بریلی کا مصنوع ہے نہ فیصل آباد یا کسی شہر سے درآمد کردہ ہے، بلکہ جب بریلوی شخص اتنا معروف نہیں تھا اس سے قبل بھی یہ امت مرحومہ کا متوارث معمول تا آں کہ صحابہ سے منقول ہے۔ چناں چہ [illegible] عالم علامہ شہاب الدین احمد خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلْمَنْقُوْلُ: اِنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ فِيْ تَحِيَّةِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

"نقل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ سے ملاقات کے وقت اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ کے الفاظ سے سلام و تحیت پیش کرتے تھے۔"

(نسیم الریاض ج ۳ ص ۴۵۴، دار الفکر بیروت)

اس نایاب رسالہ کا قدیمی نسخہ ادارہ کو اہلِ سنت و جماعت کے جوان جہان محقق عاشق مصطفیٰ ورضا حشمت مآب میثم عباس قادری رضوی (مدیر مجلہ "کلمۂ حق" پاکستان) کی تگ و تاز سے وصول ہوا۔ موصوف نے اس نوع کے دیگر چند نادر جواہر بھی مرکز کو فراہم کر رکھے ہیں، رب تعالیٰ اپنے خزانۂ غیب ان کی اشاعت کے اسباب مہیا فرمادے تو بہت جلد یہ نوادر علمی قدر دانان ورثۂ اکابر کی نذر کیے جائیں گے۔ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْر۔

فروغِ کتاب کے سلسلۂ یمن و برکت کو جاری رکھنے کی سعادت اس بار فخبانِ اسلام میں سے چار پھولوں کے حصے آئی۔ محترم مجبوبم جناب محمد بلال احمد محمدی اویسی (بانی محتاج النبی کمیٹی، گجرات) نے ۲۰۰۰ روپے اور عزیز القدر برادرم محمد عمیر اشرف مجددی (رحیم یار خاں) نے ۳۶۵۰ روپے اور شفیقی وعزیزی حافظ عارف اسلم (اندرون بھاٹی دروازہ، لاہور) نے ۲۰۰۰ روپے اور دین پرست علم دوست جناب ڈاکٹر ذوالفقار چاولہ صاحب (ریوی نیو ایم پلازکو آپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی، لاہور) سَلَّمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الدَّارَيْنِ نے ۱۰۰۰ روپے وقف کیے۔ یوں یہ مالیت مبلغ ۸۶۵۰ روپے ہوئی۔ اللہ الغنی القدیر ان مخلص احباب کی یہ پیش کش اپنی جناب میں منظور فرمائے اور اس قوم کے نوخیزوں کو ان دوستوں کی طرح کشادہ دل و کشادہ دست بن کر دین متین کی ترقی اور کتاب کی ترویج کے لیے خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے بِجَاهِ النَّبِيِّ الْجَوَّادِ الْكَرِيْمِ۔

مولانا غلام دستگیر ہاشمی قصوری رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد ابو عبد الرحمٰن غلام دستگیر ہاشمی حنفی نقش بندی مجددی قصوری رحمۃ اللہ علیہ اندرون موچی گیٹ، لاہور کے محلہ چابک سواراں میں پیدا ہوئے۔

والد کا نام مولانا حسن بخش قریشی صدیقی تھا۔ والدہ حضرت خواجہ غلام محی الدین قادری قصوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) کی ہم شیرہ تھیں۔ مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت غلام محی الدین قصوری ابن مولانا غلام مصطفیٰ ابن مخدوم پنجاب حضرت حافظ غلام مرتضیٰ (بابا بلھے شاہ اور پیر وارث شاہ آپ کے فیض یافتگان سے ہیں) تلمیذ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، خلیفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے علاوہ نسبت خواہر زادگی شرف دامادی و شاگردی اور تعلق

بیعت و خلافت حاصل تھا۔ درسیات کی بعض کتب اپنے ماموں زاد حضرت صاحب زادہ خواجہ عبد الرسول قصوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء) سے پڑھیں۔

آپ کے ایک بھائی مولانا محمد بخش بلبل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو مسجد ملا مجید، لاہور میں خطابت و تدریس کرتے تھے۔ اولاد میں ایک صاحب زادے عبد الرحمٰن تھے۔ انھی کی وجہ سے کنیت ابو عبد الرحمٰن کرتے تھے۔ دوسرے صاحب زادے غلام ابو بکر اور ایک صاحب زادی ہاجرہ بیگم والدۂ جناب سید مراتب علی شاہ رئیس اعظم لاہور تھی۔

مولانا غلام دستگیر قصوری کے دو عظیم کارنامے تا وقوعِ قیامت یاد رکھے جائیں گے:

۱- متنبی ہندوستان مسیلمۂ قادیان مرزا غلام احمد قادیانی (مردہ ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) نے جب ۱۸۸۰ء میں ملہم من اللہ اور ۱۸۸۲ء میں مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس عرصے سے ۱۸۸۴ء تک "براہین احمدیہ" جو اس کے خانہ ساز الہامات کا مجموعہ اور زندگی کی سب سے پہلی کتاب تھی، کی تین جلدیں شائع ہوئیں۔ مولانا قصوری نے اولاً اس پر گرفت کی اور رسالہ "تحقیقاتِ دستگیریہ" لکھ کے اس کی دعاوی کو منافی اسلام ثابت کیا اور اس پر ہندوستان کے جید علما سے تصدیقات لے کر شائع کر دیا۔ اتنے میں ۱۸۸۴ء میں براہین کی چوتھی جلد بھی طبع پزیر ہو گئی۔ مولانا قصوری کی جانب سے زبانی تنبیہ و دعوتِ رجوع اور مناظرہ کا سلسلہ جاری رہا، مرزا قادیانی جب اپنی روش پر ڈھیٹ بنا رہا تو کچھ عرصہ بعد مولانا قصوری نے اپنی مذکور کتاب عربی میں خلاصہ کر کے حرمین کے علما کو بھیجی، ان حضرات علما کو پہلی مرتبہ اس کتاب کے ذریعے ہی فتنۂ قادیانیت سے آگہی ہوئی۔ چناں چہ انھوں نے مرزا قادیانی کے عقائد پر فتوائے کفر صادر فرمایا۔ یہ سب مولانا قصوری کی اولیات سے ہیں۔ مرزا قادیانی کو خود اس کا اقرار تھا۔ وہ لعین کہتا ہے:

"مولوی غلام دستگیر قصوری وہ بزرگ تھے جنھوں نے میرے کفر کے لیے مکہ معظمہ سے کفر کے فتوے منگوائے تھے۔"

(حقیقۃ الوحی، نشان نمبر ۷، ص ۲۴۷، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۲۵۹، نظارت اشاعت ربوہ، پاکستان ۲۰۰۸ء)

۲- فتح تاریخی مناظرۂ بہاول پور۔ یہ وہ یادگار مناظرہ ہے جس کا باعث انعقاد اَلْبَرَاهِيْنُ الْقَاطِعَةُ عَلٰى ظَلَامِ الْأَنْوَارِ السَّاطِعَةِ مؤلفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی (مدرس اول جامعہ عباسیہ، بہاول پور)، مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی خلاف اسلام عبارات تھیں۔ اس مناظرہ

کے حکم شیخ المشائخ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ صاحب سجادہ آستانہ قدسیہ چاچڑاں شریف (متوفی ۱۳۰۹ھ/ ۱۹۰۱ء) بنائے گئے جو والی ریاست بہاول پور نواب محمد صادق عباسی کے پیر و مرشد تھے۔ مولانا قصوری نے اہل اسلام کی ترجمانی کرتے ہوئے مولوی خلیل احمد سہارن پوری اور اس کے معاونین کے دلائل کا رد بلیغ کیا جس سے وہ لاجواب ہو گئے۔ اخیر میں حضرت خواجہ صاحب نے مولانا غلام دستگیر قصوری کے حق میں فیصلہ سنایا اور مولوی خلیل احمد کے بارے میں کہا کہ "مولف مذکور مع اپنے معاونین کے وہابی اہل سنت سے خارج ہیں۔"

(سرورق تقدیس الوکیل، صدیقی پریس قصور، ۱۳۱۴ھ)

اس کے بعد خلیل احمد انبیٹھوی کو ریاست سے نکال دیا گیا۔ مناظرہ کی روداد خود مولانا قصوری نے مرتب کی جو حضرت خواجہ صاحب کی امداد سے چھپی۔ بعد میں جب کچھ لوگ اس فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکاری ہوئے تو مولانا نے روداد کا عربی ترجمہ کر کے علمائے مکہ و مدینہ کی خدمت میں پیش کی تو تمام نے اسے اپنی تصدیقات سے مزین فرمایا۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۸ھ/ ۱۳۳۴ء) نے اپنی ذی شان تقریظ میں لکھا:

"میں جناب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا مگر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے۔"

(تقدیس الوکیل ص ۳۰۷، صدیقی پریس قصور، ۱۳۱۴ھ)

قبل ازیں ادیب ہند مولانا فیض الحسن سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء) نے اپنے اخبار میں لکھا تھا:

"اس کا نام رشید اور کام غیر رشید ہے۔" (تقدیس الوکیل ص ۱۰، صدیقی پریس قصور، ۱۳۱۴ھ)

دو درجن کے قریب کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اپنی کتابیں اہل ثروت کی امداد سے چھپواتے اور مفت تقسیم کرتے۔ معلوم مطبوعہ کتب کے نام یہ ہیں:-

۱- مخرج عقائد نوری بہ جواب نغمہ طنبوری از پادری عماد الدین
۲- تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات براہینیہ (اردو)
۳- رجم الشیاطین برد اغلوطات البراہین (خلاصہ عربیہ تحقیقات دستگیریہ)
۴- فتح رحمانی بہ دفع کید قادیانی
۵- جواہر مضیہ بہ رد نیچریہ

۶- ہدیۃ الشیعتین (۱۲۹۰ھ) (فارسی)
۷- منقبت چار یار مع حسنین (۱۲۹۵ھ) (اردو ترجمہ ہدیۃ الشیعتین)
۸- تحقیق تقدیس الوکیل
۹،۱۰- تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل (اردو و عربی ترجمہ)
۱۱- توضیح دلائل (۱۳۰۰ھ) / تصریح ابحاث فرید کوٹ (۱۹۴۰ ہجری)
۱۲،۱۳- عمدۃ البیان فی اعلان مناقب النعمان (۱۲۸۵ھ) (فارسی و اردو ترجمہ)، بہ جواب معیار الحق از میاں نذیر حسین دہلوی
۱۴- نصرۃ الابرار فی جواب الاشتہار
۱۵- تحفہ دستگیریہ بہ جواب اثنا عشریہ از مولوی غلام العلی قصوری ثم امرت سری (فارسی)
۱۶- ظفر المقلدین بہ جواب ظفر المبین از مولوی محی الدین لکھوی
۱۷- عروۃ المقلدین بالہام القوی المبین
۱۸- جواب اشتہار کفریت درود شریف الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ از میاں نذیر حسین دہلوی
۱۹- کشف المستور عن مسئلہ طواف القبور
۲۰- ظہور المعہ فی ظہر الجمعہ بہ جواب تبصرۃ الجمعہ فی جمیع الامکنہ والازمنہ
۲۱- تحقیق صلوۃ الجمعہ (۱۲۸۸ھ) بہ جواب تذکرۃ الجمعہ
۲۲- (مقدمہ) جواب اعتراضات بر تحفہ رسولیہ از مولانا غلام محی الدین قصوری

آپ کی تصانیف کو عرب و عجم میں قبول دوام عند الخواص و العوام کا رتبہ حاصل ہوا۔ ہندوستان کے اہل علم و فضل کو تو ان جواہر علمیہ نے مستفیض کیا ہی، حجاز کے علما بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ اسی لیے ہر دو خطوں کے علما نے جا بجا ان کتب کو اپنی تقریظات و تائیدات سے موثق کیا۔ برعظیم کے علما میں سے شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مناظر اسلام مولانا رحمت اللہ کیرانوی، شیخ الدلائل مولانا عبد الحق الہ آبادی، قطب لاہور مولانا غلام قادر بھیروی، مولانا مفتی ارشاد حسین رام پوری، حضرت خواجہ غلام مرتضی پیر بلوی، حضرت غلام نبی للہی، مولانا حکیم غلام احمد حافظ آبادی، مولانا مشتاق احمد حنفی، مولانا مفتی محمد عبد اللہ ٹونکی، مولانا غلام محمد بگوی، شیخ الاسلام مولانا انوار اللہ حیدر آبادی کی تصدیقات آپ کی کتب پر موجود ہیں اور حرمین محترمین کے

متقیان سے شیخ العلماء محمد صالح بن صدیق کمال حنفی، شیخ الاسلام محمد سعید بن محمد سالم بابصیل شافعی، شیخ محمد علی بن حسین شافعی، شیخ خلف بن ابراہیم حنبلی از مکہ مکرمہ، شیخ عثمان بن عبدالسلام حنفی داغستانی، سید جعفر بن اسمٰعیل شافعی برزنجی از مدینہ منورہ اور مدرس مسجد نبوی شیخ محمد علی بن طاہر وتری حسینی وغیرہ کی تقاریظ آپ کی کتابوں پر ملتی ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خاں بریلوی ؒ (متوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) سے بھی مولانا قصوری کا بہ حیثیت بزرگ معاصر کے علمی ربط تھا۔ جب "سُبۡحٰنَ السُّبُّوۡحِ عَنۡ عَیۡبِ کِذۡبٍ مَقۡبُوۡحٍ" (۱۳۰۷ھ) تصنیف ہوئی، مولانا قصوری ان ایام میں نزیلِ بریلی تھے، کتاب پیش کی گئی، دیکھ کر مسرور ہوئے، آنکھوں سے لگایا تقریظ رقم فرمائی جس میں مؤلف کو "علامہ فہامہ، ایک علم اور فضل کے خاندان سے عمدۃ الخلف، بقیۃ السلف" جیسے باتکریم القاب سے یاد کیا۔

اعلیٰ حضرت ؒ کی نظر میں بھی آپ کی وقعت مسلم تھی۔ آپ نے اپنے رسالہ مبارکہ "دامانِ باغِ سُبحٰن السبوح" (۱۳۲۶ھ) میں ایک جگہ حاشیہ میں مولانا قصوری پر مخالفین کی تنقید کا ذکر کر کے جواباً ان پر نقض کیا ہے جس سے مقصود دفاعِ نفسِ مسئلہ اور مولانا قصوری کا اجلال ہے۔ اور جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے لکھا ہے کہ

> "اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی ؒ کو پنجاب کے لوگوں نے دعوت دی تو آپ نے فرمایا: وہابیوں کے سرکوب مولانا غلام دستگیر قصوری کے ہوتے ہوئے مجھے آنے کی ضرورت نہیں۔"

۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء کو وصال ہوا۔ آپ کے شاگرد مولانا محمد نبی بخش حلوائی ؒ (متوفی ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۵ء) نے "غُفِرَ لَہٗ" سے مادہ تاریخ وفات استخراج کیا ہے۔ قصور کے بڑے قبرستان میں جائے آرام ہے۔

اس مضمون کے بنیادی ماخذ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی کتاب "تذکرہ علماے اہل سنت و جماعت لاہور" کے وسط اور "تقدیس الوکیل" کی ابتدا میں نوشتہ حالات مولانا قصوری ہیں۔

اعلام بجہت لزام

ادارہ چاہتا ہے کہ مولانا غلام دستگیر قصوری ؒ اور آپ کے مرشد گرامی مولانا غلام محی الدین قصوری ؒ کی تمام کتابیں تحقیق و تخریج اور اعلیٰ معیار کے ساتھ طبع کر کے شائع کی جائیں۔ اس سلسلے میں زیادہ تر مواد جمع کر لیا گیا ہے، بقیہ تک رسائی کی کوشش جاری ہے۔ قارئین سے استدعا ہے کہ وہ احیاے دین کے لیے ادارہ کی دستگیری کریں۔ اس عظیم مقصد کے اہتمام کے لیے ان بزرگوں کے اخلاف اور منسلکین کو بالخصوص وسائل کی فراہمی پر توجہ کرنی چاہیے۔ اَلسَّعۡیُ مِنِّیۡ وَ الۡاِتۡمَامُ مِنَ اللّٰہِ۔

www.facebook.com/Molana Ghulam Dastageer Kasuri

مولوی غلام رسول قلعوی مرحوم

مولوی غلام رسول غلام ابن مولوی رحیم بخش ۱۲۲۸ھ/۱۸۱۳ء کو کوٹ بھوانی داس ضلع گوجرانوالا میں پیدا ہوئے۔ زندگی کا اکثر حصہ قلعہ میہاں سنگھ میں گزارا۔ مولوی صاحب کے دادا حافظ نظام الدین خادم (متوفی ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء) اپنے وقت کے عالم اور فارسی زبان کے بہترین شاعر تھے۔ مروجہ علوم عربیہ کی تحصیل مولانا غلام محی الدین بگوی اور حافظ احمد الدین بگوی سے کی اور میاں نذیر حسین دہلوی اور حضرت شاہ عبدالغنی بن شاہ ابو سعید مجددی سے سند حدیث حاصل کی۔ اخوند سید محمد امیر کوٹھا والے (مرید سید احمد بریلوی) سے بیعت کی۔ پنج باب وغیرہ کتابیں لکھیں۔ مشہور زمانہ نظم "دلا غافل نہ ہو یک دم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے" مولوی صاحب ہی کی لکھی ہوئی ہے۔ ۱۲۹۱ھ/۱۸۷۴ء میں وفات پائی۔

مولوی صاحب سے استفاضہ کرنے والوں میں جہاں غیر مقلد وہابی حضرات شامل تھے وہیں مناظر اسلام مولانا حافظ ولی اللہ حنفی لاہوری بھی تھے، بل کہ پلے بڑے بھی یہیں تھے۔

رسالہ تراویح جو مولوی محمد حسین بٹالوی کے رد میں ۲۰ تراویح کے حق ہونے پر لکھا۔ جناب محمد اسحٰق بھٹی نے اس کی تردید کی ہے لیکن بلا شاہد۔

شیخ رحیم بخش نے اس رسالہ کے شروع میں لکھا ہے کہ مولوی صاحب کی مسجد میں درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ پڑھا جاتا تھا۔

مولوی صاحب کی مشہور مناجات

صبا روضے رسول اللہ دے جائیں میرا احوال رو رو کے سنائیں

کا ایک شعر ہے:

میرا دل چور کیتا درد تے غم ترحم یا نبی اللہ ترحم

دیگر مناجات سے چند اشعار ملاحظہ ہوں!

کر مہر یا حضرت نبی منگاں تیرا دیدار میں
اوڑک ہاں کولی آپ دی توڑے ہاں بد کردار میں
یا رحمۃ للعالمین و اے سرورِ دنیا و دیں!
کور و سیاہ ایسے نہیں جیسے ہاں اور گنہ گار میں

یا رسول اللہ! بہ حالم یک نگاہ رحمت کز دو عالم دیدہ دوزم در سکات جا کنم
کای سید سرور دو عالم اے شافع حشر و فخر آدم!

نعت کا ایک شعر یوں ہے:

وَهُوَ النَّبِيُّ شَفِيعُنَا خَيْرُ الْبَشَرِ خَتْمُ الرُّسُل
هُوَ رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِينَ كَالشَّمْسِ فِي وَسْطِ النَّهَار

"شرح فتوح الغیب" از شیخ عبد الحق محدث دہلوی مطبوعہ در مطبع ہوپ، لاہور، ۱۲۸۲ھ پر مولوی صاحب قلعہ تاریخ طباعت یوں رقم کرتے ہیں:

إِنَّهُ تَصْنِيفُ غَوْثِ الْأَعْظَمِ قُطْبُ أَفْلَاكِ الطَّرِيقَةِ وَ الْهُدٰى

یہ احوال اور کلام زیادہ تر مولوی صاحب کے پسر عبد القادر اور محمد اسحٰق بھٹی کے مرتب کردہ تذکروں سے انتخاب کیے گئے ہیں اور یہ اس لیے لکھے گئے ہیں کہ آج کے بعد مولوی غلام رسول صاحب کو غیر مقلد وہابی سمجھنے والے سنی حنفی اہلِ علم ان کے مذہب و مسلک کے بارے مزید تحقیق کر کے لکھیں، کیوں کہ کچھ معترین سے سنا گیا ہے کہ مولوی صاحب سنی تھے۔ ان کے اخلاف نے وہابیت پھیلانی شروع کی۔ اور یہ کہ واضح ہے کہ طبقۂ وہابیہ نے اپنے دور کے حریف مولانا غلام دستگیر قصوری تک کو نہیں چھوڑا تو مولوی صاحب کی سوانح حیات کے کچھ تانے بانے تو پھر بھی ان سے مل جاتے ہیں تو ان کو اپنا ہم نوا بنانا اس قوم کے لیے کون سا بڑا کام ہے!!!!!

محمد رضاء الحسن قادری

مؤتمر دار الاسلام، لاہور

پیر، ۲۴ رمضان ۱۴۳۳ھ / ۱۳ اگست ۲۰۱۲ء

باسمہٖ سبحانہٗ

برادرانِ دین و اسلام پر مخفی نہ رہے کہ چند ماہ سے جو ایک اشتہار مولوی احمد علی برادرزادہ مولوی غلام رسول صاحب قلعہ والا اور مولوی عبد العزیز خلف مولوی صاحب مرحوم قلعہ والا کی طرف سے بدیں مضمون شائع ہوا کہ درود اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ بہ لحاظ معانی ظاہر کے پڑھنا کفر ہے اور بدون لحاظ معانی الفاظ ظاہر کے پڑھنا بدعت سئیہ ہے۔

اس کو دیکھ کر اکثر مسلمانوں کو سخت رنج ہوا کہ یہ درود مسلمانوں میں پڑھنا مدت ہا سے چلا آتا ہے، کبھی کسی عالم دین دار نے اس کو منع نہیں کیا اور خصوص مولوی صاحب مرحوم قلعہ والوں کی مسجد میں پڑھا جاتا تھا، انھوں نے بھی کبھی منع نہیں فرمایا تھا۔ یہ کیسا نیا فتوی جاری ہوا جس نے ہزارہا مسلمانوں کو کافر و بدعتی بنا دیا۔

اس پر راقم کے خیال میں آیا کہ مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کو جو خاندانی عالم اور ہمارے زمانہ میں ایک مشہور، معروف دین دار فاضل ہیں اور ان کی تحقیقات کی حرمین شریفین سے بھی تصدیق ہوتی رہتی ہے اور متقیانِ حرمین شریفین ان کو بہت ادب و تعظیم سے یاد فرماتے ہیں جیسا کہ رسالہ رد مرزا قادیانی سے پایا جاتا ہے، گوجراں والا میں اس دینی کام کی تحقیق کے واسطے تکلیف دینا بہت ضروری ہے۔ چناں چہ راقم نے بہ ہمراہی شیخ فضل الٰہی و شیخ عبد اللہ کے حضرت مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں مکرر لکھا جس پر مولانا صاحب ۵ رماہ جمادی آخری ۱۳۱۳ھ کو وارد گوجراں والا کے ہوئے۔ ان کی خدمت میں وہ اشتہار مطبوعہ فخر الدین پریس، لاہور پیش کیا۔ اس کو دیکھ کر مولانا صاحب نے فرمایا کہ اس میں قرآن مجید کی آیتوں میں تحریف معنوی کر کے فتوی کفر و بدعت کا دیا ہے۔ فقیر نے اٹھائیس سال سے اس کا رد رسالہ "تحفۂ دستگیریہ" میں لکھا ہوا ہے۔ اگر اشتہار دینے والے مولوی

صاحب فقیر کے رو برو ہوں تو آپ لوگوں کو یقین کرا دیا جائے کہ ان کی غلط فہمی یا تعصب ہے۔

اس لیے راقم نے ایک رقعہ بہ خدمت مولوی احمد علی صاحب موضع کوٹ بھوانی داس میں اور دوسرا رقعہ بہ خدمت مولوی عبد القادر و مولوی عبد العزیز صاحبان کے موضع قلعہ میہاں سنگھ میں ہم دست آدمی اجوره دار کے بدیں مضمون بھیجا کہ اتفاق حسنہ سے مولانا صاحب قصور والے اس جگہ تشریف رکھتے ہیں، اگر آپ تینوں صاحب یہاں تشریف لے آئیں تو آپ کے اشتہار کی نسبت تحقیق ہو جائے۔ چوں کہ ہم لوگوں کو آپ کا ادب اور تعظیم بہ سبب قرابت حضرت مولوی صاحب مرحوم کی ہے اور ہم کو ان پر بہت سا اعتقاد ہے اور ان کے اس شعر ۔

مرا دل چور کیتا درد تے غم
ترحّم یا نبیّ اللہ ترحّم

سے ہم کو یقین ہے کہ وہ اس لفظ کو درست اور روا جانتے تھے۔ سو اگر آپ کی تحقیق حق نکلے تو ہم لوگ بھی تسلیم کریں گے۔

دوسرے دن ہم دست اجوره دار کے مولوی عبد العزیز و عبد القادر صاحبان کی طرف سے جواب آیا کہ ہم جاہل اور ان پڑھ نہیں، ہم کو کتاب اللہ اور کتاب الرسول سے خوب تحقیق ہے، ہم ان کی تحقیق کے محتاج نہیں، ہم مرغوں کی طرح نہیں کہ جہاں کوئی بلائے، لوگوں کو جنگ دکھائیں۔ اگر مولوی صاحب کو تحقیق کرنا اس مسئلہ میں منظور ہے تو یہاں تشریف لے آئیں۔ کیا پانچ کوس تک آنا ان کے واسطے مشکل ہے؟ مباحثہ سے کیا حاصل ہے! ہر ایک مولوی اپنی کہی ہوئی بات کی حمایت کرتا ہے خواہ اس میں جھوٹا ہو۔ اور ہمارے والد مرحوم نے صبا سے ندا کی ہے جو ابتدا میں فرماتے ہیں: ۔

صبا روضے رسول اللہ دے جائیں
میرا پیغام رو رو کے سنائیں الخ

اور مولوی احمد علی کا جواب یہ آیا کہ صاحب من! آپ کے خط کا جواب مولوی صاحب عبد

العزیز نے مناسب دے دیا ہے، میری طرف سے وہی کافی ہے۔ راقم احمد علی از کوٹ بھوانی داس۔ ۲۵ ر نومبر۔

اس جواب سے ہم لوگوں کی تسلی ہو گئی تھی جو خوب تہذیب سے دیا اور اپنے والد کو ہوا سے باتیں کرنے والا بنایا ہے، مگر مولانا صاحب قصوری نے بہت ہی تاکید سے فرمایا کہ فقیر ضرور ان کی خدمت میں جائے گا تا کہ اہل اسلام کے دل سے خلل بالکل رفع ہو جائے۔

اس پر راقم نے شیخ محمد الدین صاحب سے مشورہ کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ حضرت مولانا صاحب کے ساتھ ہم لوگوں کا جانا بہت ضروری ہے۔ چناں چہ یہ مشورہ ہو کر بہ صلاح ان کی راقم نے دوسرا رقعہ مولوی عبد العزیز و عبد القادر صاحبان کو لکھا کہ کل بہ روز چہار شنبہ ہم لوگ مولانا صاحب کے ہم راہ موضع بھوانی داس کے کوٹ میں مولوی احمد علی صاحب کے پاس جائیں گے کہ اس اشتہار میں اول ان کا نام اور آگے مباحثہ بھی اس جگہ ہوا ہے، آپ دونوں صاحب بھی بہ راہ مہربانی وہاں آجائیں تا کہ آپ کے اشتہار کی صحت ہو جائے۔ فقط۔

پھر بہ روز چہار شنبہ ہم چہ شخص شیخ محمد دین، شیخ حسن محمد، شیخ فضل الٰہی، میاں جیون عطار، راقم شیخ رحیم بخش شکنا نے گوجراں والا، مولوی غلام حسین صاحب ساکن موضع گوندلاں والا تحصیل گوجراں والا حضرت مولانا صاحب کے ہم راہ دو یکہ میں سوار ہو کر کوٹ بھوانی داس کو روانہ ہوئے، جب موضع مذکور میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ مولوی احمد علی صاحب رقعہ کا جواب لکھتے ہی کسی طرف کو چلے گئے ہیں اور پتہ بھی نہیں کہ کہاں گئے ہیں۔ مولوی غلام قادر مدرس نے جو اس مباحثہ میں فریق ثانی تھا سب کو اپنے مکان پر اتارا اور بہت خاطر سے پیش آیا۔ اس نے بیان کیا کہ میں نے تو اول ہی لکھ دیا تھا کہ احمد علی ہر گز مقابلہ نہ کر سکے گا، مگر الحمد للہ تعالیٰ کہ حضرت مولانا صاحب کا ہمارے گاؤں میں آنا ہماری عزت و فخر ہے۔

بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ تب مولانا صاحب نے قرآن مجید سورہ حٰم احقاف سے دکھلایا کہ آیت وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ الآیۃ کے مابعد آیت وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ

سے صاف ثابت ہے کہ دعا سے عبادت مُراد ہے۔ اشتہار میں دھوکا دہی سے پکارنا مُراد رکھ کر "یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" کے لفظ کو کفر و بدعت لکھا ہے اور نیز "انوارِ محمدی" سے سب کو دکھلایا کہ ان لوگوں کے بڑے معتبر مفسر نے جس کی "تفسیر محمدی" سے اشتہار میں ہندی اشعار سند لکھے ہیں، اُن کے نزدیک کتے، خنزیر وغیرہ کے گوبر بول پاک ہیں۔

بعد اس کے مدرس مشار الیہ نے ذکر کیا کہ احمد علی نے محض مجھ سے حسد اور عداوت کی وجہ سے اس درود کو کفر و بدعت لکھا ہے۔

آخر مولانا صاحب ظہر کی نماز کے بعد وہاں سے قلعہ میہاں سنگھ کو تیار ہوئے کہ مولوی عبد العزیز و عبد القادر صاحبان بھی جو باوصف اطلاع کے یہاں نہیں آئے ہم اب ان کے گاؤں میں چلتے ہیں۔ مدرس صاحب مذکور اور بھی دوسرے سکنائے گاؤں نے التجا کی کہ آپ ایک رات یہاں رہیں۔ ہم سب نے جواب دیا کہ اگر مولوی احمد علی یہاں ہوتے یا مولوی صاحبان قلعہ والے ہی یہاں آئے ہوتے تو ہمارا رہنا مناسب تھا، ہم سب لوگ جو اپنے نہایت ضروری کاروبار چھوڑ کر آئے ہیں، بلا مطلب کیا رہیں۔ اب رات قلعہ میں رہیں گے۔

تب یکہ والوں کو علاوہ تین روپیہ چار آنہ کرایہ سابقہ کے ڈیڑھ روپیہ اور دینا کر کے قلعہ کو روانہ ہوئے۔ راستہ بالکل خراب تھا، بعد مغرب کے موضع مان میں پہنچے جہاں سے قلعہ ایک میل کا فاصلہ تھا۔ شیخ محمد دین صاحب نے کہا کہ اس جگہ کے باشندے شیخ شاہ محمد وغیرہ کے ہاتھ جو قلعہ میں مولوی صاحبوں کو خط بھیجا تھا ان سے دریافت کریں کہ مولوی صاحبوں کو وہ خط پہنچایا اور وہ کیوں نہ آئے۔ یکوں کو راستہ پر ٹھہرا کر کے تینوں شیخ صاحب شیخ غلام محمد وغیرہ کے گھر میں گئے۔ بعد کچھ دیر کے راستہ پر آ کر حضرت مولانا صاحب کو سنایا کہ یہ دونوں صاحب رقعہ ہمارا مولوی عبد العزیز و عبد القادر صاحبان کے پاس لے گئے تھے، انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے گاؤں میں نہ آئیں! اگر آئیں گے تو خون تک نوبت پہنچ جائے گی اور نہ ہم کوٹ جاتے ہیں۔ اگر موضع مان میں رہیں اور تحریری مباحثہ کریں تو منظور ہے۔

اس جواب کے سننے سے مولانا صاحب نے فرمایا کہ اب یہاں اُترنا مناسب ہے اور

ایک رقعہ ان کی خدمت میں لکھنا چاہیے۔ تب شیخ محمد دین اور حسن محمد نے دونوں صاحبوں کو رقعہ لکھا کہ حسب تحریر آپ کی ہم مولانا صاحب کو ہمراہ لے کر کوٹ میں گئے تھے، بہ سبب موجود نہ ہونے مولوی احمد علی کے اب آپ کی طرف آتے تھے، راستہ کے پیغام سے ہم موضع مان میں ٹھہر گئے ہیں، اگر آپ اس جگہ تشریف لے آئیں تو کمال عنایت ہوگی، ورنہ ارشاد ہو تو ہم حاضر ہو جائیں۔

یہ رقعہ دو آدمیوں کے ہاتھ قلعہ میں بھیجا۔ عشا کے بعد جواب آیا کہ ہم ہرگز موضع مان میں نہیں آتے اور اگر بہ موجب عادت قدیمی کے مولوی صاحب نے واویلا کر کے اِلزام دینا ہو تو وہ اس جگہ بھی نہ آئیں اور زبانی دریافت ہوا کہ راقم پر مولوی صاحبان بہت ناراض ہیں بہ سبب تحریر رقعوں کے کہ اس نے چھیڑ چھاڑ کی ہے اور ہم کو سخت سُست کہتا ہے۔ اس پر راقم کا خیال بھی تھا کہ قلعہ میں نہ جائیں، تب مولانا صاحب نے فرمایا کہ فساد اور دنگا دونوں طرف کے غصہ سے ہوتا ہے، فقیر کو تو وہ اگر دشنام بھی دیں گے یا کچھ زیادتی کریں گے تو میں ہر طرح سے تحمل کروں گا۔ اب اس قدر نزدیک آ کر ان کے پاس نہ جانا، افسوس رہے گا، ان کے پاس چلنا ہی مناسب ہے۔

تب شیخ محمد دین اور حسن محمد صاحبان نے جو مولوی صاحبان قلعہ والا کے قدیم سے معتقد اور معقول خدمت کرنے والے تھے اس بات کو پسند کر کے بہ توکل الٰہی قلعہ کو روانہ ہوئے اور مولوی صاحب کی مسجد میں جا اُترے۔ بعد دیر کے دونوں مولوی صاحبان مسجد میں آئے۔ بعد ملاقات کے شیخ محمد دین اور حسن محمد اور فضل الٰہی کو علاحدہ حجرہ میں بہ نام حقہ نوشی کے لے گئے، وہاں بیٹھ کر مولوی عبد القادر نے ذکر کیا کہ اس اشتہار پر ہمارے چچا زاد برادر مولوی احمد علی نے ہمارا نام درج کر لیا ہے، اب ہم کو وہ بات نباہنی پڑ گئی ہے، ہم اس مباحثہ وغیرہ کے بانی نہیں ہیں۔

اس کے جواب میں شیخ محمد دین نے کہا کہ اگر اس فتوی کفر وغیرہ سے آپ کی بریت ہے تو ہمارا عین مقصود ہے اور اگر آیت وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا کا کچھ ثبوت دینا ہو تو مولانا صاحب آپ کے پاس آ گئے ہیں۔

اس پر جواب دیا کہ مولوی صاحب تہذیب اور نیک خلقی سے مناظرہ کریں۔

تب شیخ محمد دین نے مولانا صاحب سے یہ ذکر کیا اور دونوں مولوی صاحبان بھی مولانا صاحب کے پاس مسجد میں آگئے، تب مولانا صاحب نے دونوں سے مخاطب ہو کر ذکر کیا کہ فقیر کی آپ سے تو سابقہ ملاقات بھی نہیں، میری عادت واویلا کرنے یا الزام دینے کی آپ نے کب سے معلوم کی تھی۔ جس پر ایسی روکھی باتیں لکھ رہے ہیں کہ مرغوں کا جنگ نہیں دکھاتے اور خون تک نوبت پہنچ جائے گی۔

تب مولوی عبدالقادر نے جواب دیا کہ مباحثہ سیالکوٹ ولاہور کا حال ہم نے سنا تھا۔

مولانا صاحب نے جواب دیا کہ فقیر تو ان دونوں میں شامل نہیں تھا۔

پھر کہا کہ مباحثہ فریدکوٹ میں نور احمد کا مقابلہ کس نے کیا تھا؟

تو مولانا صاحب نے جواب دیا کہ مباحثہ فریدکوٹ میں بھی فقیر شامل نہ تھا، بعد مباحثہ کے فقیر نے جب کتاب مباحثہ تالیف کر کے چھپوائی تھی تو اس پر میاں نور احمد نے غلطیات نکال کر ریاست میں مناظرہ کیا تھا، علاوہ غلطیات کے سرغنہ ہونے مقدمہ گاؤکشی مقام کھیم کرن کا الزام فقیر پر لگایا تھا جن میں ایک والی ریاست اہل ہنود کے یہاں سخت اتہام دے کر ناحق ذکشی کرانے میں کوشش کی تھی، تو جب فقیر کی غلطیات سے حسب فیصلہ اس کے منصفوں کے بریت ہوگئی تو مقدمہ الزام گاؤکشی میں بھی نام بردہ جھوٹا ہوا تو ریاست سے وہ قید اور جرمانہ کا سزایاب ہوا تھا۔ اب غور کرو کہ اپنی جان اور عزت کے بچانے کے واسطے جو کام کیا جائے تو اس میں کیا الزام ہے؟

بعد اس کے ایک شخص نابینا جو مولوی صاحبوں کا قرابتی تھا، وہ ایک رسالہ بغل میں لے کر مولانا صاحب کے پاس آبیٹھا اور کہنے لگا کہ میں آپ سے الفیہ نحو کا سبق پڑھتا ہوں، مجھے پڑھائیں!

تو مولانا صاحب نے تبسم کر کے جواب دیا کہ فقیر تو آپ کے پاس آیت قرآن کے معنے کی تحقیق کے واسطے آیا ہے، سبق پڑھانے نہیں آیا ہے۔

اس پر دونوں مولوی صاحبوں نے کہا کہ یہ حافظ ہمارا قرابتی ہے، ہم سے پڑھتا ہے، آج آپ اس کو سبق پڑھائیں اور دوسرے لوگ بھی ان کے گاؤں کے جو بہت سے جمع تھے وہ بھی بولے کہ کیا مضائقہ ہے؟

تب مولانا صاحب نے پھر مکرر کہا کہ یہ کیا دستور ہے، جس بات کے واسطے ہم لوگ آئے یا اس سے علاوہ دوسری بات کیوں شروع کرتے ہو! آپ کی غرض یہ ہے کہ یہ طالب علم اور ہم دونوں مولوی کہ دیں گے کہ غلط تقریر کرتے ہیں، ان کو علم نہیں، کیا بحث کے واسطے آئے ہیں اور یہ دیہاتی لوگ کیا جانتے ہیں، اگر ایسا منظور ہے تو کسی عالم کو منصف بٹھا کر پڑھنا پڑھانا بھی دیکھ لینا۔

پھر مولوی صاحبان اس پر اصرار کیے گئے۔ تب شیخ محمد دین نے کہا کہ یہ کیا تہذیب ہے جو آپ اس پر اصرار کر رہے ہیں؟ مولانا صاحب کے مکان پر بھی کئی طالب علم پڑھتے ہوں گے، یہ موقع اب امتحان کا کیا ہے؟

آخر مولوی صاحبان نے پھر دوات، قلم اور کاغذ منگوایا اور مولوی عبدالعزیز نے مولانا صاحب سے کہا کہ آپ اس درود کا ثبوت دیں، میں لکھتا ہوں۔

مولانا صاحب نے فرمایا کہ فقیر نے اٹھائیس برس سے رسالہ "تحفۂ دستگیریہ" اس کے ثبوت میں شائع کیا ہوا ہے، اس میں سب کچھ درج ہے۔ اب کیا ثبوت لکھانا ہے؟ ہم تو آپ کی خدمت میں آیت کے معنی کی تحقیق کے واسطے آئے ہیں، اب آپ براہ مہربانی ایک دو معتبر تفسیروں سے اس کی صحت کرادو!

تب مولوی صاحبان اس پر متوجہ نہ ہوئے اور یہی کہتے گئے کہ اس کا ثبوت دو!

مولانا صاحب نے فرمایا کہ آپ اپنے رقعہ میں دیکھو ہم کو کس بات کے واسطے آپ نے طلب کیا ہے۔ جب مکرر کہنے سے مولوی صاحبوں نے کسی تفسیر سے اپنے معنے بیان کیے ہوئے کا ثبوت نہ دیا، تب مولانا صاحب نے مکرر کہا کہ افسوس ہے! آپ آیتوں کے معنے غلط تحریر کر کے فتوی دیتے ہیں اور جب کوئی پوچھے تو دفع الوقتی کرتے ہیں، کمال افسوس ہے۔

اس تحقیق کے واسطے اپنے گھر میں بلانا اور پھر کچھ ثبوت نہ دینا۔

اتنے میں ایک شخص ان کے گاؤں کا جس نے ریش منڈائی اور مونچھیں بڑھائی ہوئی تھیں، وہ شیخ حسن محمد سے سخت تکرار کر کے دنگا پر مستعد ہوا، تب مولانا صاحب نے شیخ محمد دین سے کہا کہ اب آپ نے ان کی تہذیب دیکھ لی ہے، اب اس جگہ بیٹھنے سے کیا حاصل ہے۔ تب شیخ فضل الٰہی نے ان سے کہا کہ آپ کسی کو ہمارے ساتھ بھیجو، ہم مولوی صاحب مرحوم کی قبر پر فاتحہ کہ کر جائیں گے۔ مولانا صاحب نے بھی فرمایا: بہتر ہے۔

تب مولوی عبد القادر صاحب نے کہا کہ ہم نے روٹی کی تیاری کرائی ہے، سوائے کھانا کھانے کے جانے نہ دیں گے۔ مولانا صاحب نے جواب دیا کہ آپ نے خوب کھانا کھلایا، ہم سیر ہو گئے۔ پھر ہم سب کے سب مولوی صاحب کی قبر پر، جو کچھ فاصلہ پر گاؤں سے دور تھی، فاتحہ کہ کر راستہ گوجراں والا کو سیدھے ہوئے اور ہم کو دیکھ کر یکے والے بھی یکے سڑک پر لے آئے۔ تب دونوں مولوی صاحب اور بہت آدمی ان کے گاؤں کے یکوں پر آ کر بہت سی منت اور سماجت سے کہنے لگے کہ اگر آپ نے کھانا نہ کھایا تو ہماری سخت اہانت اور ہتک ہوگی، خدا کے واسطے کھانا کھائے بغیر نہ جاؤ، بل کہ دو آدمی سفید ریش نے مولانا صاحب کو ہاتھ باندھ کے التجا کی اور کہا کہ خدا کے واسطے کھانا کھا کر جاؤ اور دونوں مولوی صاحبوں نے شیخ محمد دین اور شیخ حسن محمد کو گھیر لیا کہ ہماری عزت کی طرف خیال کرو اور نہ جاؤ! مولانا صاحب نے شیخ محمد دین کو کہا کہ آپ رہ جاؤ، کھانا کھا کر آنا! فقیر ایک یکہ میں جاتا ہے۔ تب انھوں نے کہا کہ یہ کب ممکن ہے کہ آپ تشریف لے جائیں اور ہم یہاں پر کھانا کھائیں، ہم آپ کے ساتھ آئے ہیں اور آپ کی رضامندی منظور ہے۔ آخر بہت اصرار سے ناچار کر کے مسجد کو واپس لے گئے اور کھانا کھلایا۔ پھر دونوں مولوی صاحبان مع بہت سے لوگوں کے بہت تعظیم سے یکوں تک رخصت کرنے آئے۔ تب مولوی عبد القادر صاحب نے بہت عذر سے مولانا صاحب سے کہا کہ از خورداں خطا و از بزرگاں عطا۔ آپ نے ہم کو معاف کرنا اور یہ بھی بار بار کہا کہ اس اشتہار میں ہم ناحق ملوث ہو کر مطعون ہو گئے ہیں۔

اس اثنا میں مرزا قادیانی کا ذکر درمیان آیا، تب مولانا صاحب نے ایک رسالہ اپنی تالیف جس کا نام "رَجْمُ الشَّيَاطِيْنِ بِرَدِّ اُغْلُوْطَاتِ الْبَرَاهِيْنِ" ہے، مولوی صاحبوں کو دیا جو عربی کی عبارت مع ترجمہ اردو کے منطبع اور حضرات علماے کبار حرمین محترمین کی تصدیق و تصحیح سے مزین ہے کہ اس سے مولانا صاحب کے علم و فضل اور تحقیق کا حال بھی ان پر منکشف ہو جائے گا۔

پھر رخصت ہونے کے بعد راقم نے مولانا صاحب سے دریافت کیا کہ آپ نے چاول تناول فرمائے اور مرغی کے گوشت سے روٹی نہ کھائی تھی۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ جو لوگ مسلمانوں کو کافر کہیں میں ان کا ذبیحہ نہیں کھاتا اور دعوت اس لیے قبول کی تھی تاکہ ان کے اس معاملہ سے ان کا اشتہار منسوخ ہو جائے۔ کیا معنے کہ انھوں نے اخیر اس اشتہار کے جو درج کیا ہے کہ جو کوئی اس درود سے توبہ نہ کرے تو اس سے ہم سلام ہونا اور اس کی دعوت کرنا اور اس سے اقتدا کرنا اور اس کا جنازہ ناروا ہے۔ فقیر جو اس درود کو جائز بنانے اور ان سے مقابلہ کرنے کو ان کے گھر میں آیا اور بار بار کہا کہ اس اشتہار میں سخت غلطیاں ہیں پھر جو انھوں نے ہماری دعوت کی تو وہ ان کا فتویٰ اور اشتہار بھی منسوخ ہو گیا۔

پھر گوجراں والا میں پہنچ کر مولانا صاحب نے ان کے اشتہار کی تردید بھی قرآن و حدیث سے لکھ دی جو ذیل میں درج کی جاتی ہے---

الراقم: شیخ رحیم بخش جفت فروش ساکن گوجراں والا بہ قلم خود

العبد: شیخ محمد دین ساکن گوجراں والا

العبد: شیخ حسن محمد

العبد: شیخ فضل الٰہی

العبد: میاں جیون بخش

العبد: فقیر غلام حسین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا

اشتہار مؤرخہ ۱۲؍ جولائی ۱۸۹۵ء، مطبوعہ فخر الدین پریس میں جو مولوی غلام رسول صاحب مرحوم قلعہ والا کے برادر زادہ اور فرزند نے اپنے نام سے مشتہر کیا ہے، اس میں از طرف مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی بابت کفر ہونے درود اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ کے یہ عبارت لکھی ہے:

"شرک بہت طرح کا ہوتا ہے، ان میں سے ایک یہ کہ کسی مخلوق کو خواہ نبی ہوں خواہ ولی، پکارنا یہ سمجھ کر کہ وہ دور و نزدیک سے برابر سنتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ۝ (پارہ:۲۶، الاحقاف:۵)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ انبیاء و اولیائے صالحین کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا فلاں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے شرک نہیں کیا کیوں کہ کوئی حاجت نہیں مانگی، یہ غلط ہے اگرچہ مانگنے کی حیثیت سے ثابت ہو گیا کیوں کہ ان کو ایسا سمجھا کہ دور و نزدیک سے برابر سن لیتے ہیں جبھی تو اس طرح سے پکارا حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کی پکار سے بالکل غافل ہیں۔" انتھٰی

فقیر کَانَ اللّٰهُ لَهٗ کہتا ہے کہ آیت وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا الآیۃ سے پکارنا مراد رکھنا بالکل غلط ہے۔ "تفسیر جلالین" و "معالم التنزیل" و "مدارک" و "نیشاپوری" و "خازن" وغیرہا سب میں يَدْعُوْا کے معنے يَعْبُدُ کے لکھے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی مخلوق کی عبادت کرنے والا بہت گمراہ ہے اور خود "قرآن مجید" اس غلطی پر شاہد ہے کہ اس آیت کے ساتھ ہی

فرمایا ہے:

وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ۝ (پارہ:۲۶، الاحقاف:۶)

یعنی قیامت کو بت اپنی پرستش کرنے والوں کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کریں گے۔

پس "قرآن مجید" سے ہی صاف ثابت ہو گیا کہ يَدْعُوْا اور دُعَآئِهِمْ سے مراد عبادت ہی ہے۔

اور نیز تفسیر "اتقان فی علوم القرآن" میں درج ہے کہ لفظ دعا کا قرآن میں چھ معنے سے وارد ہے: پہلے عبادت کے معنے مثل وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ الخ یعنی خدا کے سوا اس کی عبادت نہ کر جو تیرا نقصان نہ کر سکے اور نہ نفع دے سکے۔

جب یقیناً متحقق ہوا کہ اس آیت سے عبادت من دون اللہ کی مراد ہے نہ پکارنا تو اس دلیل سے درود اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ کے پڑھنے والوں کو کافر بنانا قرآن محفوظ میں تحریف معنوی کرنا اور ناحق مسلمانوں کو کافر کہنا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ۔

پھر اس فتویٰ کی یہ عبارت اس اشتہار میں درج ہے:

"اور بھی خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ۝ (القرآن، پارہ:۲۰، النمل:۶۵)

اور

قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ۔ الآیۃ

(القرآن، پارہ:۹، الاعراف:۱۸۸)

تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے عموماً اور حضرت ؑ کو عالی مرتبہ سے خصوصاً علم

غیب کی نفی فرمائی۔۔۔ اِلیٰ قَوْلِہٖ ان آیات سے خوب واضح ہوا کہ نبی علم غیب نہیں جانتے ہیں بل کہ حضرات فقہائے حنفیہ نے تصریح فرمادی ہے اس کے کفر کی جو اعتقاد رکھے کہ نبی غیب جانتے ہیں۔ "فتاوی قاضی خان" میں ہے:

وَ بَعْضُهُمْ جَعَلُوْا ذٰلِكَ كُفْرًا لِاَنَّهٗ يَعْتَقِدُ اَنَّ الرَّسُوْلَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ وَهُوَ كُفْرٌ۔ "اِنْتَهٰى

فقیر کَانَ اللّٰہُ لَہٗ کہتا ہے کہ ان دونوں آیتوں میں جو نفی علم غیب کی آں حضرت ﷺ سے ثابت کی ہے یہ مفتی صاحب کی تقلید ہے۔ کیا معنے، کہ مراد یہ ہے کہ آپ اپنے آپ غیب نہیں جانتے۔ "تفسیر حسینی" وغیرہ میں وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ کے نیچے لکھا ہے:

"واگر بودمی من کہ بے تعلیم حق دانستمی غیب را۔"

اور ایسا کیوں نہ ہو جب "قرآن مجید" و صحیح حدیثوں سے آپ ﷺ کا بہ تعلیم الٰہی غیب پر مطلع ہونا ثابت ہے۔ سورۃ آل عمران چوتھے سپارہ کے تیسرے پاؤ کے دوسرے رکوع میں ہے:

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ الآية (۱۷۹)

ترجمہ: "اور خدا تم کو غیب پر مطلع نہیں کرتا و لیکن خدا چن لیتا ہے اپنے پیغمبروں سے جس کو چاہتا ہے۔"

اور سورۃ نسا پانچویں سپارہ کے تیسرے پاؤ کے اخیر ہے:

وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۝

ترجمہ: "اور تجھے علم دیا جس کو تو نہیں جانتا تھا اور ہے خدا کا فضل تجھ پر بہت۔"

اور سورۃ جن انتیس ویں سپارہ کے تیسرے پاؤ میں ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ الآية (۲۷،۲۶)

ترجمہ: "خدا غیب دان ہے اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا مگر جس کو پسند کرے رسول سے۔"

اب سب تفسیروں میں دیکھ لیں کہ آں حضرت ﷺ کو اطلاع غیب کا مسئلہ متفق ہے۔ اس جگہ حضرت مولانا ختم المفسرین شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر "فتح العزیز" سے کچھ تھوڑا سا لکھ دیتا ہوں اس غرض سے کہ یہ مفتی نذیر حسین صاحب کے دادا استاد ہیں اور جمیع علما اس فرقہ کے انہیں سے فیض یاب ہیں۔ وَهُوَ هٰذَا:

وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ (القرآن، پارہ:۲، البقرۃ:۱۴۳)

ترجمہ: "اور ہوگا رسول تم پر گواہ۔"

"یعنی و باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع ست بہ نور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابی کہ بدان از ترقی محجوب ماندہ است کدام ست پس او می شناسد گناہان شما را و درجات ایمان شما را و اعمال نیک و بد شما را و اخلاص و نفاق شما را و لہذا شہادت او در دنیا بہ حکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل ست و آں چہ او از فضائل و مناقب حاضران زمان خود مثل صحابہ و ازواج و اہل بیت یا غائبان از زمان خود مثل اویس و مہدی و مقتول دجال یا از معایب و مثالب حاضران و غائبان می فرماید اعتقاد بران واجب ست و از نیست کہ در روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال امتیان خود مطلع می سازند کہ فلانی امروز چنین می کند و فلانی چنان تا روز قیامت ادای شہادت تواند کرد۔" اِنْتَهٰى بِكَلِمَاتِهِ الطَّيِّبَةِ.

علامہ خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری "مواہب لدنیہ" میں لکھتے ہیں:

اِذْ لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهٖ وَ حَيَاتِهٖ فِيْ مُشَاهَدَتِهٖ لِاُمَّتِهٖ وَ مَعْرِفَتِهٖ بِاَحْوَالِهِمْ وَ نِيَّاتِهِمْ وَ عَزَائِمِهِمْ وَ خَوَاطِرِهِمْ وَ ذٰلِكَ عِنْدَهٗ جَلِيٌّ لَا خَفَاءَ بِهٖ تا قول وے وَ قَدْ رَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيْدِ

ابنِ الْمُسَیَّبِ لَیْسَ مِنْ یَوْمٍ اِلَّا وَ یُعْرَضُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ اَعْمَالُ اُمَّتِهٖ غُدْوَةً وَ عَشِیَّةً فَیَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْ وَ اَعْمَالِهِمْ فَلِذٰلِكَ یَشْهَدُ عَلَیْهِمْ...... اِنْتَهٰی.

ترجمہ: یعنی آپ ﷺ اپنی زندگی اور وفات میں اُمت کے دیکھنے اور شناخت احوال اور نیات اور ارادے اور خطرات میں یک ساں ہیں۔ یہ پوشیدہ نہیں......

روایت ہے ابن مبارک کی سعید بن مسیب سے کہ ہر روز عرض کیے جاتے ہیں آپ ﷺ پر اُمت کے اعمال صبح وشام......

اور یہ حدیث "کرمانی شرح بخاری" میں بھی ہے۔

ہر چند آیات قرآنی سے اس سے بڑھ کر امداد مل سکتی تھی، مگر اسی قدر پر اکتفا کر کے احادیث سے بھی برکت حاصل کی جاتی ہے۔ "صحیح بخاری" کے بَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ میں ہے:

عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ فِیْنَا النَّبِیُّ ﷺ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَ اَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ. الحدیث

ترجمہ: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے درمیان آپ ﷺ ایک مقام میں کھڑے ہوئے۔ پس ہم کو آپ نے خبر دی ابتدائے مخلوقات سے اخیر بہشتیوں کے بہشت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک۔"

مطبوعہ احمدی کے صفحہ ۴۵۳ میں دیکھو اور اس کے حاشیہ پر "کرمانی" اور "خیر جاری" کے حوالہ سے لکھا ہے: الغرض کہ آں حضرت ﷺ نے مبدا، معاد، معاش؛ سب کی خبر دی ہے۔ طیبی نے کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ آپ ﷺ نے تمام مخلوقات کے حال سے خبر دی ہے۔ اِنْتَهٰی مُتَرْجِمًا

شیخ عبد الحق "ترجمہ مشکوٰۃ" میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"یعنی احوال مبدا و معاد از اول تا آخر ہمہ را بیان کرد۔" اھ

اور "صحیح بخاری" و "مسلم" وغیرہما میں ہے:

عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ. قَالَ: لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِیُّ ﷺ خُطْبَةً مَا تَرَكَ فِیْهَا شَیْئًا اِلٰی قِیَامِ السَّاعَةِ اِلَّا ذَكَرَهٗ عَلِمَهٗ مَنْ عَلِمَهٗ وَ جَهِلَهٗ مَنْ جَهِلَهٗ. الحدیث

ترجمہ: "حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہا: خطبہ پڑھا آپ ﷺ نے ایسا خطبہ جس میں قیامت تک کوئی چیز نہ چھوڑی ذکر کرنے سے، جس نے جانا جانا، جس نے بھلا یا بھلا یا۔"

اور اس کے حاشیہ پر "شرح عینی" سے لکھا ہے کہ تمام موجودات کے سب کام مقدرہ آپ ﷺ نے بیان کر دیے۔ اھ مترجما صفحہ ۹۷۷ میں دیکھو!

اور "صحیح مسلم" کے كِتَابُ الْفِتَنِ اور اَشْرَاطُ السَّاعَةِ میں انہیں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آں حضرت ﷺ نے جو کچھ قیامت تک ہونا تھا مجھ کو خبر دی۔ اھ مترجما

علامہ خطیب قسطلانی "مواہب لدنیہ" کے بَابُ اَخْبَارِ الْغُیُوْبِ میں لکھتے ہیں:

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَ اِلٰی مَا هُوَ كَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی كَفِّیْ هٰذِهٖ.

ترجمہ: "فرمایا آپ ﷺ نے: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر دنیا ظاہر کی، پس میں دنیا کو دیکھ رہا ہوں اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونا ہے گویا کہ میں اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔"

پھر بعد از اں "صحیح مسلم" اور "سنن ابی داؤد" کی حدیثیں نقل کر کے اخیر میں لکھا ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس سے بھی زائد پر مطلع کیا ہے اور اولین اور آخرین کے علوم آپ پر القا کیے ہیں۔ اھ مترجما

اور علامہ محمد زرقانی "شرح مواہب" میں حدیث طبرانی کے نیچے لکھتے ہیں:

قَدْ رَفَعَ اَیْ اَظْهَرَ وَ كَشَفَ لِیَ الدُّنْیَا بِحَیْثُ اَحَطْتُ بِمَا فِیْهَا الخ.

ترجمہ: "خدا نے دنیا مجھ پر ظاہر کی ایسا کہ میں نے سب جو اس میں ہے اس پر احاطہ کر لیا۔"

اور "صحیح مسلم" وغیرہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے حدیث خطبہ فجر سے ظہر تک اور ظہر سے عصر تک اور عصر سے شام تک میں کہا ہے:

فَاَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔

ترجمہ: "آپ ﷺ نے ہم کو جو کچھ ہوا اور ہونا تھا اس کی خبر دے دی۔"

اور "مشکوٰۃ" کے بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلٰوةِ میں حدیث ہے جس میں ذکر ہے آپ ﷺ کے خواب میں دیدار الٰہی اور بہ برکت کف کے پستانوں میں ٹھنڈک ہونے کا جس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لیا۔

اور دوسری روایت میں فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ "میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔"

جس کا ترجمہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

"پس دانستم ہر چہ در آسمان ہا و ہر چہ در زمین بود عبارت ست از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطہ آں"۔ اھ

انہیں دلائل کے رو سے کتب دینیہ مثل "شفائے قاضی عیاض" اور "مواہب لدنیہ" اور "روضۃ الاحباب" وشروح صحیحین میں لکھا گیا ہے کہ آں حضرت ﷺ کو علم ما کان وما یکون کا عطا ہوا ہے۔

رہا مسئلہ نکاح کا شہادت خدا ورسول سے جس کو بہ حوالہ "فتاوی قاضی خان" درج کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خود عبارت "فتاوی قاضی خان" کی جو فتوی میں منقول ہے اس میں بعض علما کا لفظ ہے۔ مفتی صاحب دہلوی کا اس کو بہ لفظ حضرات فقہائے حنفیہ یعنی جمع سے تعبیر کرنا حق پر پردہ ڈالنا ہے۔ بعض کے لفظ سے بہ خوبی پایا جاتا ہے کہ اکثر علما اس کے برخلاف ہیں اور کیوں نہ ہوں جب یہ تکفیر قرآن کی شہادت کے برخلاف ہے جیسا کہ "در مختار" کے حاشیہ "طحاوی" اور "رد المحتار" اور "فتاوی تاتارخانیہ" اور "فتاوی حجۃ" اور "ملتقط" اور "مجموعہ خانی" اور "معدن شرح کنز" اور "خزانہ" ان آٹھ معتبر فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ روایت تکفیر کے

خلاف درایت وغیر صحیح ہے اس لیے کہ آں حضرت ﷺ پر احوال امت پیش کیا جاتا ہے اور آپ بہ تعلیم الٰہی بعض غیب جانتے ہیں بہ دلیل آیت عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ الآیۃ

اور "رد المحتار" میں اخیر یہ بھی لکھا ہے کہ کتب عقائد میں اولیا پر بھی غیب کا منکشف ہونا درج ہے اور تحقیق اس کی ہمارے رسالہ سَلُّ الْحُسَامِ الْهِنْدِيِّ لِنُصْرَةِ سَيِّدِنَا خَالِدِ النَّقْشَبَنْدِيِّ میں بہ خوبی ہے۔ اھ

اور ان جمیع کتابوں کی عبارتیں "تحفہ دستگیریہ" میں منقول ہیں جو بہ جواب اثنا عشریہ وہابیہ کے اٹھائیس برس سے شائع ہو چکا ہے اور نیز یہ سارا بحث بعد مناظرہ ریاست بہاول پور کے ۱۳۰۷ھ میں رسالہ "تَقْدِيْسُ الْوَكِيْلِ عَنْ اِهَانَةِ الرَّشِيْدِ وَالْخَلِيْلِ"① میں درج ہو کر حضرات علمائے حرمین محترمین کی تصدیق سے مصدق ہو چکا ہے اور یہ رسالہ ان شاء اللہ العزیز عن قریب شائع ہوگا۔

واضح رہے کہ جب اس فتوی میں بہ طور دھوکا دہی حنفیوں کو الزام دیا ہے تو ہم بھی اگر کتب معتبر حنفیہ سے اس جگہ یا رسول اللہ کے جواز واستحباب میں کچھ لکھ دیں تو مقتضائے مقام کے مناسب ہوگا وَهُوَ هٰذَا:

کتاب "کنز العباد" و "صلوٰۃ مسعودی" و "کتاب السعادۃ" و "جامع الرموز شرح مختصر وقایہ" و "رد المحتار علی الدر المختار" و "فتاوی صوفیہ" میں تصریح ہے کہ جب مؤذن پہلی مرتبہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے تو سننے والے کو صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہنا مستحب ہے اور جب دوسری مرتبہ کہے تو قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہنا مستحب ہے۔

اب غور کرو کہ بہ حکم کتب معتبرہ فقہ درود کے ساتھ اور بغیر درود کے بھی اذان کے وقت یا رسول اللہ کہنا مستحب ثابت ہوا تو اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کو کفر کہنے والا اور اس کے پڑھنے والے صدہا مسلمانوں کو کافر بنانے والا کیوں کر مسلمان رہا۔ اللہ تعالیٰ

① یہ کتاب بہ نام "تَقْدِيْسُ الْوَكِيْلِ عَنْ تَوْهِيْنِ الرَّشِيْدِ وَالْخَلِيْلِ" پہلی بار ۱۳۱۴ھ میں صدیقی پریس قصور سے چھپی۔ ادارہ

ضدیت اور نفسانیت سے بچائے اور جمیع اہل اسلام کو سیدھے راستہ پر چلائے۔ آمین یارب العالمین!

باقی رہا جو اس اشتہار میں مفتی دہلوی صاحب نے اس درود کو بدعت بنانے کے واسطے یہ لکھا ہے:

"ری بدعت: بدعت اس کام اور اعتقاد اور قول کو کہتے ہیں کہ حضرت مصطفیٰ علیہ وسلم سے قولاً و فعلاً و تقریراً ثابت نہ ہو اور قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں بھی انکار پایا گیا ہو اور نہ اس کا نظیر و مثل ان طریقوں سے پایا گیا ہو بل کہ اس کے بعد لوگوں نے اپنی طرف سے ایجاد کیا اور اس کے کرنے میں ثواب جانا اسی کو حضرت نے فرمایا: كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ اور مسئول عنہ پر یہ تعریف صادق آتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ درود مذکور کے معانی کو لحاظ کر کے کہنا جائز نہیں۔۔ اِلٰی قَوْلِہٖ بدعت و ضلالت ہے۔ ہاں بے اختیار زبان سے نکل جائے تو مواخذہ نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حَرَّرَہٗ محمد نذیر حسین، سید محمد عبد السلام، سید محمد ابو الحسن ساکنان دہلی، عبد العزیز، زین العابدین ساکن کوٹ بھوانی داس حال وارد لاہور۔

الجواب صحیح الجواب۔ محمد اسمٰعیل مدرس مدرسہ رحیمیہ لاہور، رحیم بخش امام مسجد چینیاں۔"

فقیر کَانَ اللہُ لَہٗ کہتا ہے کہ اوپر کی تحریر اور اس میں بھی کئی مرتبہ درود کو اختصار کر کے بہ صورت "لکھا ہے۔ اس کی قباحت فقیر نے کتاب "مباحثہ ریاست فرید کوٹ" اور دوسرے رسائل میں لکھی ہے، پناہ بہ خدا یہ ان لوگوں کی اتباع سنت کی دلیل ہے۔

اب سنیے جواب بدعت بنانے درود مبحوث عنہ کا! جمیع اہل اسلام کو یقین ہے کہ بہ حکم آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴿ (پارہ:۲۲، الاحزاب:۵۶) کہ سرورِ عالم ﷺ پر درود و سلام پڑھنا

مامور بہ ہے اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ ایک ایک درود اور سلام سے حق تعالیٰ کی جناب سے دس دس رحمتیں اور سلام آتے ہیں اور دس دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور دس دس درجے بلند کیے جاتے ہیں اور آں حضرت ﷺ کو پکارنے کی سند حدیث "جامع ترمذی" اور "سنن نسائی" و "ابن ماجہ" و "مستدرک حاکم" کی ہے جس میں بہ روایت عثمان ابن حنیف درج ہے کہ ایک نابینا نے آں حضرت ﷺ سے دعائے روشنی چشم کی التجا کی، تب آپ ﷺ نے اسے اچھی طرح وضو کرنے کو فرمایا اور "نسائی" میں ہے کہ دو رکعت نفل کا بھی ارشاد کیا۔ پھر اس دعا کے پڑھنے کا حکم دیا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ.

مولانا قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

يَا مُحَمَّدُ اِلْتِفَاتٌ اِلَيْهِ وَ تَضَرُّعٌ لَدَيْهِ لِيَتَوَجَّهَ رُوْحُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَ يُغْنِيْ لِلضَّرُوْرَةِ عَمَّا سِوَاهُ وَ التَّوَسُّلُ اِلٰى غَيْرِ مَوْلَاهُ قَائِلًا اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اَيْ بِذَرِيْعَتِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى بِصِيْغَةِ الْمَجْهُوْلِ اَيِ الْحَاجَةُ فَقَوْلُهٗ لِيْ لِلْبَيَانِ كَمَا صَرَّحَ بِهٖ فِي الطِّيْبِيْ وَ فِيْ نُسْخَةٍ بِصِيْغَةِ الْفَاعِلِ اَيْ لِتَقْضِيَ الْحَاجَةَ وَ الْمَعْنٰى لِتَكُوْنَ سَبَبًا لِحُصُوْلِ حَاجَتِيْ وَ وُصُوْلِ مُرَادِيْ فَالْاِسْنَادُ مَجَازِيٌّ. اھ

ترجمہ: "یا کی آپ کی طرف رجوع اور نیاز ہے تا کہ آپ کا روح خدا کی طرف متوجہ ہو اور ماسوا سے غنی کر دے اور خدا کے بغیر کسی کی حاجت نہ رہے یہ کہ کر کہ میں آپ کے وسیلہ سے خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس اپنی حاجت میں تا کہ روا کی جائے میرے واسطہ۔ طیبی نے یہ کہا ہے۔ اور ایک نسخہ میں ہے کہ آپ میری

حاجت روا کریں یعنی میری حاجت کے حاصل ہونے کا آپ سبب بن جائیں۔

پس یہ اسناد مجازی ہے۔"

"مواہب لدنیہ" میں علامہ قسطلانی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو بیہقی نے صحیح کیا ہے اور اس میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ جب اس نابینا نے بموجب ارشاد آپ ﷺ کے تعمیل کی تو اٹھا اور بینا ہوگیا۔ اھ

معنے اس دعا کے یہ ہیں: بارخدایا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے جو رحمت کا نبی ہے۔ یا محمد (ﷺ)! تیرے وسیلہ سے اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس اپنی حاجت میں تاکہ میری حاجت پوری کی جائے۔ بارخدایا! ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما!

امام جزری نے جو اجلہ محدثین اور اکابر علمائے ربانیین سے ہیں اس حدیث کے حکم کو اپنی کتاب "حصن حصین" میں جو آٹھویں صدی کی تالیف ہے، عام طور پہ بیان فرمایا ہے کہ جس کو کوئی ضرورت ہو وہ اپنی ادائے حاجت کے واسطے یہ عمل کرے اور دعا پڑھے۔ اھ

علامہ ابن حجر اپنی کتاب "جوہر منظم" میں طبرانی اور بیہقی سے لکھتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ کے دنیا سے رحلت کے بعد بھی سلف صالحہ اپنی حاجتوں میں یہ دعا پڑھتے رہے ہیں۔ اھ

اور "شفا" کی شرح میں ہے کہ ابن حنیف راوی اس حدیث کا اور اس کی اولاد لوگوں کو یہ دعا سکھاتے تھے اور بہت سی روایات ہیں کہ جس نے یہ دعا پڑھی فوراً اس کی حاجت پوری ہوئی۔" اھ

"تواریخ حبیب الٰہ" میں ہے:

"عثمان بن حُنیف رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی روایت ہے اور یہ طریقہ نماز حاجت کہلاتا ہے، حضرت عثمان بن حنیف اور ان کے خاندان کے عمل میں تھا، لوگوں کو سکھلاتے تھے اور حاجتیں ان کی پوری ہوتی تھیں۔" اِنْتَھٰی بِلَفْظِہٖ

اور "شرح شفائی حقوق المصطفیٰ" میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سُست اور

بے حس ہوگیا تھا تو ان کو کسی نے کہا کہ اپنے بہت محبوب کو یاد کر! تب آپ نے اونچی آواز سے پکارا: یَا مُحَمَّدَاہُ۔

مولانا قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں: گویا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ضمن استغاثت میں اپنی محبت کے اظہار کو قصد کیا۔ اھ

اور "شرح خفاجی" میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا واقعہ پیش آیا تھا۔ اس کو امام نووی نے اپنی کتاب اذکار میں ذکر کیا ہے اور دوسرے صحابہ سے بھی ایسی روایت آئی ہے۔ اھ

کتاب مستطاب "دلائل الخیرات" جو نویں صدی کی تالیف ہے اور اس کے یُمن و برکت نے عرب وعجم کو فیض یاب کیا ہے۔ اس میں بھی درود صیغہ ندا پر مشتمل ہیں۔ ایک دو ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ پنج شنبہ کے حزب میں ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُکْرِمُ بِھَا مَثْوَاہُ وَ تُشَرِّفُ بِھَا عُقْبَاہُ وَ تُبَلِّغُ بِھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مُنَاہُ وَ رِضَاہُ. ھٰذِہِ الصَّلٰوۃُ تَعْظِیْمًا لِحَقِّكَ. یَا مُحَمَّدُ ثَلٰثًا.

شیخ الدلائل سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ یَا مُحَمَّدُ کہے، دوسرے مرتبہ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ، تیسرے مرتبہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھے۔

اور شنبہ کی منزل میں ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ سَلِّمْ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْكَ بِحَبِیْبِكَ الْمُصْطَفٰی عِنْدَكَ یَا حَبِیْبَنَا یَا مُحَمَّدُ اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ الْمَوْلَی الْعَظِیْمِ. یَا نِعْمَ الرَّسُوْلُ الطَّاھِرُ. ثَلٰثًا.

یعنی یَا نِعْمَ الرَّسُوْلُ کو تین مرتبہ پڑھے۔

"دلائل الخیرات" مطبوعہ کلکتہ کے اخیر اور نیز مطبوعہ لاہور کے بعد اس کے مؤلف

حضرت سیدنا ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جزولی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے حال میں درج ہے کہ

”ستر برس بعد دفن کے ان کی لاش مبارک کو شہر انوغال سے نکال کر مراقش کے قبرستان میں دوبارہ دفن کیا تھا تو جیسے قبر میں مدفون ہوئی تھی ویسے ہی نکلی تھی، بدن وکفن برابر، چہرہ سرخ وسفید، خلائق نے ہجوم کیا، امتحاناً چہرہ انگلی سے دبایا خون ہٹ گیا، پھر انگلی اٹھانے سے خون ابھر آیا۔ کثرت درود سے مشک نافہ کی طرح قبر منور عنبر فشاں۔ شاگردوں کی ہدایت سے عالم نور عرفاں۔“ اھ

اور درود مستغاث جو صدہا سال سے ورد خواص وعوام اہل اسلام ہے اور جس کی برکت سے کئی اہل ایقان مشرف بہ زیارت حضرت رسالت ﷺ کے ہوئے ہیں اس میں بار بار یہ درود موجود ہے۔ کتاب ”ارشاد العاشقین“ میں اس کے فوائد درج ہیں۔

رسالہ ”اثنا عشریہ“ میں مولوی غلام علی امرت سری نے لکھا تھا:

”درود مستغاث بہ ایں جہت کہ درود ست مرخواندنش ہیچ درز نمی نماید وامید اجرست الا لفظ اَغِثْنَا کہ از میان برداشتہ شود۔“ اھ

جائے غور ہے کہ پہلے ان کے علما جواز اس درود کے ورد کیے اور موجب ثواب کے ہونے کے قائل تھے اور اب یہ لوگ اس درود کے کفر اور بدعت ہونے کو بڑے شد ومد سے ثابت کر رہے ہیں حالاں کہ ناظرین تحریر بالا کو یقین ہو گیا ہے کہ بہ حکم قرآن وحدیث یہ درود روا ہے، اس کو شرک وبدعت کہنا سراسر نفسانیت ہے۔

رہا حکم استغاثہ کا آں حضرت ﷺ سے شیخ محدث دہلوی ”شرح اور ترجمہ مشکوٰۃ“ اور ”تکمیل الایمان“ اور ”مدارج النبوۃ“ میں کئی جگہ تصریح کرتے ہیں کہ انبیا علیہم السلام سے استمداد کے مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور علامہ قسطلانی کی ”مواہب لدنیہ“ میں ہے کہ استغاثہ اور توسُّل اور تشفع اور توَجُّہ اور تَجَوُّہ سب ایک ہی ہیں اور یہ سب حضرت ﷺ سے ہر حال میں واقع ہوئے ہیں، آپ کی پیدائش سے پہلے بھی اور بعد بھی، آپ کی حیات دنیا میں، عالم برزخ میں اور قیامت میں۔ مدت حیات کے دلائل سے وہ حدیث نسائی وترمذی وابن ماجہ

کافی ہے جس میں نابینا کے بینا ہونے کا ذکر ہے اور عالم برزخ کے استغاثہ کے واقعات بے شمار ہیں۔ کتاب ”مِصْبَاحُ الظَّلَامِ فِي الْمُسْتَغِيْثِيْنَ بِخَيْرِ الْأَنَامِ“ میں تھوڑا سا اس کا ذکر ہے۔

اور مجھ کو بھی ایک مرض ہوئی تھی، میں نے مکہ معظمہ میں آپ ﷺ سے استعانت کی تھی، تو میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کے ہاتھ میں کاغذ ہے اور اس میں لکھا ہے کہ یہ دوا ہے احمد بن قسطلانی کے لیے سرور عالم ﷺ کے حضور سے۔ پھر جب میں بیدار ہوا تو بہ خدا مجھے کوئی بھی مرض نہ تھی، آپ کی برکت سے شفا ہو گئی۔ ایسا ہی کئی واقعات میں استعانت اور اعانت ہوئی ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت ”مواہب لدنیہ“ کا۔

اور حدیث ”مسند بزار“ و ”مصنف ابن ابی شیبہ“ و کتاب ”عمل الیوم واللیلۃ“ ابن سنی و ”معجم کبیر“ طبرانی سے ”حصن حصین“ میں يَا عِبَادَ اللهِ اَعِيْنُوْنِي کا لفظ تین مرتبہ واقع ہے جس سے اولیا سے بھی استعانت کا جواز حاصل ہوتا ہے اور اس حدیث کو معتبر محدثین نے حسن اور مجرب کہا ہے۔

باقی رہا یہ جو اس حدیث کے کسی راوی پر نواب قطب الدین مرحوم کی ”شرح اردو حصن حصین“ مطبوعہ بار دوم میں کچھ اعتراض لکھا گیا اور صاحب اثنا عشریہ نے وہ اعتراض پیش کیا تھا تو اس کا جواب فقیر نے ”تحفۂ دستگیریہ“ میں لکھ دیا تھا کہ وہ راوی دوسری روایت کا ہے، ”حصن حصین“ والی حدیث کی روایت میں وہ راوی نہیں ہے، چناں چہ وہ رسالہ ۱۲۸۵ھ سے شائع ہے۔

جب فقیر ۱۳۰۸ھ میں مکہ معظمہ میں تھا تو ایک روز حضرت مولانا الحاج الحافظ شیخ مولوی محمد عبد الحق الٰہ آبادی مہاجر مکہ معظمہ نے ذکر فرمایا کہ حطیم بیت اللہ العظیم میں نواب قطب الدین صاحب نے ”ظفر جلیل شرح اردو حصن حصین“ مطبوعہ بار دوم سے یہ مقام جرح حدیث يَا عِبَادَ اللهِ اَعِيْنُوْنِي کا نکال کر میرے ہاتھ میں دیا، میں نے دیکھ کر پھر ان کو واپس کیا اور خاموش رہا، تب انھوں نے خود کہا کہ آپ نے یہ مقام جرح کا دیکھا ہے اور آپ

کو پسند ہے۔ میں نے کہا: صرف تعصب ہے، کیوں کر پسند ہو؟ تب نواب صاحب نے جواب دیا کہ یہ تمام طویل عبارت جرح کی بغیر میری مرضی اور اذن کے مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے الحاق کرا دی ہے اور میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے موافق شرح مولانا قاری وغیرہ کے اس حدیث کو حسن و مجرب لکھا تھا، چناں چہ پہلے مرتبہ کی مطبوعہ میں موجود ہے۔ اھ

فقیر نے یہ تقریر سن کر کہا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن اور اسی روز سے یہ تقریر حضرت شاہ ولی اللہ محدث کی "اربعین" کے بعد جو فقیر نے مکہ معظمہ میں رسالہ "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" سے نقل کی تھی، لکھ دی تھی۔

فقط محدثین معتبرین نے اپنی کتابوں میں بہت واقعات نداے استغاثہ کے بہ حضور سرور ﷺ صحابہ وغیرہم سے درج کیے ہیں جس سے شمہ اوپر منقول ہوا ہے اور تھوڑا سا یہ ہے ہر چند "مواہب" و "مدارج" وغیرہما میں بھی ہے، مگر بہ مناسبت عبارت اردو کی "تواریخ حبیب الٰہ" سے منقول ہوتا ہے۔ فصل غزوہ مکہ میں لکھتے ہیں:

"بل کر خزاعہ کے راجز یعنی شعر کہنے والے نے اس وقت رات میں آپ کو پکارا اور آپ سے مدد چاہی۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے اس کی آواز پہنچائی۔ آپ نے اس کا جواب دیا: لبیک لبیک لبیک اور اس وقت آپ زنانہ میں تھے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا جن کے حجرہ میں آپ تھے، لبیک آپ کا سن کے پوچھا کہ کس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ راجز خزاعہ کا مجھے پکارتا ہے اور مجھ سے فریاد کرتا ہے کہ قریش نے بنو بکر کی مدد کی۔" اھ

رسالہ "صولۃ القادریہ" میں "استیعاب" سے نقل کر کے لکھا ہے کہ نابغہ جعدی صحابیہ نے ایام حکومت ابوموسیٰ اشعری کے بصرہ میں تکلیف کی حالت میں یہ شعر پڑھا تھا:

فَیَا قَبْرَ النَّبِیِّ وَ صَاحِبَیْہِ
اَلَا یَا غَوْثَنَا لَوْ تَسْمَعُوْنَا

ترجمہ: "اے قبر نبی و دونوں شیخین کی! اے ہمارے فریاد رس! ہماری کلام سنو!"

حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی کا یہ قصیدہ مشہور ہے جس میں اول سرور عالم ﷺ کی جناب میں استغاثہ کیا ہے: ؎

یَا حَبِیْبَ الْاِلٰہِ خُذْ بِیَدِیْ
مَا لِعَجْزِیْ سِوَاکَ مُسْتَنَدِیْ
کُنْ رَحِیْمًا لِذِلَّتِیْ وَ اشْفَعْ
یَا شَفِیْعَ الْوَرٰی اِلَی الصَّمَدِ

اے حبیب خدا رسول کریم! — دست من گیر یا رؤف و رحیم!
جز جناب تو نیست تکیۂ من — عجز من پیش تو نیاز عمیم
رحم فرما و ہم شفاعت کن — اے شفیع ہمہ بہ سوے کریم

پھر آخر میں فرماتے ہیں:

اِسْتَغِیْثُوْا لِعَاجِزٍ مُضْطَرٍ
شَمِّرُوْا ذَیْلَکُمْ اِلَی الْمَدَدِ

یعنی

اے اہل بیت شاہ رسل! — وی محبان ذات با تکریم!
طلب فریاد و استغاثہ کند — عاجز و مضطر و بہ حال سقیم
زود فریاد رس شوید بہ حق — بہ مدد ہم رسید رحم قدیم

اور "قصیدہ بردہ" جو مقبول قصائد اکابر اہل سنت سے ہے، اس میں بھی بہ تکرار بسیار نداے استغاثی موجود ہے:

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ
سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ
وَ لَنْ یَّضِیْقَ رَسُوْلَ اللّٰہِ جَاھُکَ بِیْ
اِذَا الْکَرِیْمُ تَجَلّٰی بِاسْمِ مُنْتَقِمِ

فَإِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَ ضَرَّتَهَا
وَ مِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَ الْقَلَمِ

ترجمہ: "اے بزرگ ترین خلق! کسی نیست، کہ بہ او پناہ گیرم سوائے تو روز قیامت۔ کم نمی گردد مرتبہ تو یا رسول اللہ بہ مدد، من وقتیکہ حق تعالیٰ تجلی اسم منتقم نماید۔ بے شک جود و بخشش تو دنیا و آخرت است، و شمہ علم تو لوح و قلم است۔"

تفسیر "فتح العزیز" کے دیباچہ میں درج ہے:

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ترجمہ:

اے صاحب حسن و اے سرور آدمیاں!
تیرے چہرۂ روشن سے چاند روشن ہے
تیری تعریف جیسا کہ چاہیے ممکن نہیں
خدا سے بعد تو ہی بزرگ ہے

الحاصل اب غور کرو کہ جب کوئی مسلمان اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ کہے اور اعتقاد کرے کہ بہ ذریعہ عرضِ احوال امت یا بہ تبلیغ ملائکہ جو درود کے پہنچانے پر علاحدہ مقرر ہیں یا بہ تعلیم الٰہی بہ نورِ نبوت اس درود پر آپ ﷺ مطلع ہوتے ہیں تو اب وہ کون سا دین دار عالم ہے جو اس کو کافر و بدعتی کہے گا۔ حاشا و کلا بلکہ حضرات علما پر عموماً اور حضرت مولوی غلام رسول صاحب قلعہ والوں کے خانوادہ پر خصوصاً لازم ہے کہ ضدیت اور عناد کو ترک فرما کر اہل اسلام کو ملامت سے بچا دینا خدمت دین متین جان کر مَهْمَا اَمْكَن تکفیر و تفسیق سے زبان کو بند فرمائیں۔ یہ مسئلہ متفقہ ہے کہ تکفیر کو اگر کوئی محل اور موقع نہ ملے تو وہ

قائل پر ہی عود کرتی ہے۔ اَعَاذَنَا اللهُ تَعَالٰى وَ جَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ ذٰلِكَ۔

تعجب یہ ہے کہ صدیق حسن قنوجی نے ایام نوابی بھوپال میں جو رسائل تالیف کر کے شائع کیے ہیں، اُن میں سے رسالہ "نفح الطیب" میں اول اشعار زائر کے جمع کر کے بعد ازاں اپنے اشعار درج کیے ہیں۔ زائر کے اشعار سے صفحہ ۱۲ کے اخیر ہے:

یا رسول اللہ! زائر را برائے کس چہ کار
بر سر اغیار از دو سنگ تراز وے شما

اور خود نواب صاحب صفحہ ۷۵ کی غزل میں اول قاضی شوکانی سے مقلدین کے مقابلہ کے لیے استغاثہ و استمداد کر کے:

زمرۂ رائے در افتاد بہ ارباب سنن
شیخ سنت مددے، قاضی شوکاں مددے

پھر آخر میں لکھتے ہیں:

گفت نواب غزل در صفت سنت تو
سرور دیں مددے، قبلۂ پاکاں مددے

پس باوجود اس پکارنے اور استمداد کے نواب صاحب کو مفتی صاحب دہلوی اور ان کے اتباع امیر المومنین سمجھیں اور اُن کی تالیفات کو مستند مانیں اور دوسرے اہل اسلام اگر درود سے یا رسول اللہ کہیں تو اُن کو کافر اور بدعتی گردانیں! سبحان اللہ! فقاہت اور تقوی کا فتوی اسی کا نام ہے اور بہ سبب سخت زبان درازی قنوجی صاحب کے مقلدین پر اخیر میں نواب بھی چھپنے گئے تھے اور عرصہ تک یہ حال اخبارات میں درج ہوتا رہا تھا، یہ قاضی شوکانی شیخ سنت کی امداد ہوئی تھی اور ایک ایسی بری مرض سے مبتلا ہو کر گزرے کہ ناگفتہ بہ۔ الحق حق تعالیٰ کے مقبولوں سے عداوت خدا تعالیٰ سے محاربہ ہے۔ نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْهُ۔

اس جگہ واضح رہے کہ فتوی منسوبہ مفتی نذیر حسین صاحب دہلوی سے فراغت پا کر مناسب متصور ہوتا ہے کہ باقی دوسرے دلائل اس پرچہ مذکورہ کا جواب بھی قلم بند ہو۔

حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی کی طرف سے جو اس اشتہار میں درج ہے کہ انھوں نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ کی نسبت یہ جواب دیا کہ یہ خطاب حکایتی ہے، خدا تعالیٰ نے شب معراج حضرتؐ سے کہا تھا، ایسے خطابات قرآن مجید میں بہت موجود ہیں، وہ سند اس بات کی نہیں ہو سکتی کہ غائب کے واسطے بھی ندا جائز ہے۔ اھ

فقیر کَانَ اللهُ لَهٗ کہتا ہے کہ نماز کے دونوں قعدوں میں بحکم احادیث صحیحہ پڑھنا التحیات کا واجب ولازم ہے اور تمام صیغ التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ موجود ہے اور تمام مبسوطات ومعتبرات فقہ میں درج ہے کہ نماز پڑھنے والا التحیات کے معانی کو اپنی طرف سے ادا کرے۔ یعنی یہ سمجھے کہ میں کہتا ہوں کہ حق تعالیٰ کے لیے ہر قسم کی عبادت مخصوص ہے اور سرور عالم ﷺ پر میں سلام بھیجتا ہوں اور حق تعالیٰ کے وحدانیت اور رسالت کی شہادت بھی میں ادا کرتا ہوں، نہ یہ کہ شب معراج کا یہ واقعہ ہے جیسا کہ "تنویر الابصار" اور "در مختار" اور "رد المحتار" میں ہے۔

اگر حافظ صاحب برخلاف دینی کتابوں کے اس خطاب کو حکایتی سمجھتے ہیں تو نماز میں الحمد شریف کے پڑھنے کو بھی ایسا ہی خیال کرتے ہوں گے کہ حق تعالیٰ کی حمد اور تمجید اور تخصیص عبادت واستعانت وطلب ہدایت ہم نہیں کرتے یہ صرف حکایت قرآن ہے۔ حق تعالیٰ ضدیت سے بچائے اور حافظ صاحب کا یہ قول کہ بعد کو غیوبت لازم نہیں ہے۔ اھ

جیسے کہ بعد کو غیوبت لازم نہیں، ویسے ہی بعد سے غیوبت منافی بھی نہیں ہے۔

رہا یہ جو اس اشتہار میں درج ہے۔ منافی ندا لغیر اللہ کے واسطے نص:

وَأَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ أَحَدًا ﴿۱۸﴾ (سورۂ جن)

ترجمہ ہندی اشعار:

سب مسیتاں خاص عبادت رب دی جہت بناؤ
اللہ نال نہ کسے پکارو نا کجھ شرک ملاؤ
بے نال اللہ دے غیر پکارے وچہ مسیتاں کوئی

تا اللہ نال شراکت غیراں وچہ مسیتاں ہوئی

قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهٖ أَحَدًا ﴿۲۰﴾ (سورۂ جن)

توں سب خاصاں کہیں خاص محمد اعلیٰ رتبہ تیرا
توں آکھ انہاں میں اک پکاراں جو رب مالک میرا
میں نال اس نال شریک بناواں ہرگز ہور کسے نوں
تے روا نہ رکھاں جو کوئی مشرک کدی پکارے مینوں

فقیر کَانَ اللهُ لَهٗ کہتا ہے کہ یہ معنے ان دو آیتوں کے جو پنجابی میں نقل کیے ہیں غالب گمان ہے کہ "تفسیر محمدی" کے ہوں گے جو حافظ محمد صاحب لکھوی کی تالیف ہے۔ سو اس کا جواب بھی یہی ہے جو پہلی آیت کے جواب میں گزرا ہے کہ معنے فَلَا تَدْعُوا اور أُدْعُوا کے عبادت کے ہیں، پکارنے کے نہیں۔ جیسا کہ اوپر قرآن مجید اور تفاسیر معتبرہ کی سند سے لکھا گیا ہے۔ نہایت افسوس کا مقام ہے حدیث صحیح سے ثابت ہو کہ رسول اکرم ﷺ تو اپنے نامی پکارنے کا امر فرمائیں اور یہ لوگ بنے مفسر ومحدث اپنی غلط فہمی سے فَلَا تَدْعُوا کی دلیل سے اس کو شرک بتائیں۔ حضرت سرور عالم ﷺ جو شرک کے استیصال کے واسطے آئے تھے اور دراصل آپ نے شرک کی بیخ کنی فرمائی وہ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ ان لوگوں کے نزدیک شرک کا امر فرمانے والے اور مسلمانوں کو مشرک بنانے والے ہوئے۔ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ ثُمَّ الْعِيَاذُ بِاللّٰهِ۔

اور نیز مصرع: تے روا نہ رکھاں جو کوئی مشرک کدی پکارے مینوں

جو ترجمہ وَلَا أُشْرِكُ بِهٖ أَحَدًا کے نیچے لکھا ہے یہ مختصر اپنی طرف سے خدائے تعالیٰ کی کلام میں ایزاد کر دی ہے۔ سارے قرآن مجید میں بسم اللہ سے والناس تک اس مضمون کی کوئی آیت نہیں ہے جس کا یہ مصرع ترجمہ قرار دیا جائے۔

اس جگہ اس بات کا بھی ذکر کرنا ضروری اور مسلمانوں کی خیر خواہی ہے کہ ان حافظ صاحب نے اول انواع مولوی عبد اللہ صاحب لاہوری کے حاشیہ کر کے چھپوائے۔ بعد ازاں

اپنے والد کے نام انواعِ مسائل فقہیہ کے چھپوائے۔ ان دونوں کے چھپوانے میں بہت سا روپیہ کمایا۔ بعد ازاں "انواعِ محمدی" بنا کر اس کے ابتدا صفحہ ۳ میں "انواعِ بارک اللہ" کے مسائل کو قیاسی جان کر گویا اس کے رد کے واسطے یہ "انواعِ محمدی" چھپوائے اور اس میں دعویٰ کیا ہے کہ اس کے جمیع مسائل قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔

پھر اس کے صفحہ ۱۲ میں درج ہے کہ کتے کے لعاب اور انسان کے بول براز اور خنزیر کے گوشت اور حیض کے لہو کے بغیر باقی ان کے اجزا قرآن و حدیث سے نجس نہیں، قیاسی نجس ہیں۔

پھر اسی صفحہ کے بیت ۱۴: ۔

بول نالہ انسان سوا ہور بول تے گوبر سارے
انہاں پلیدی نص نہیں کچھ لدوں باجھ پیارے

اور صفحہ ۱۳ کے دوسرے بیت میں: ۔

حرام جیواناں گوبر بول قیاسوں نجس نعی
جویں کتا خوک، بجھیاڑ بلی خر ہاتھی نر مادینی

صریح لکھا ہے کہ کتے، خوک، بجھیاڑ، بلی وغیرہ کا گوبر بول قیاسی پلید ہے۔ نص سے پلید نہیں۔

پھر اسی صفحہ کی سطر ۹ میں ہے: ۔

ہے چیزاں اصل طہارت مگر جو ثابت نجس دلیلوں
باجھ دلیل نہ حکم لگے خود اندر شرع جلیلوں اھ

جس سے صاف ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک کتے خنزیر وغیرہ کا بول براز نجس نصی نہیں ہے تو پاک ہے۔ کیوں کہ اصل ہر چیز میں طہارت ہے۔

قیاسی مسئلہ تو ان کے نزدیک غیر مسلم ہے۔ صفحہ ۴ کا تیسرا شعر ہے: ۔

بے اصحاباں اجماع نہ ثابت کہن امام قیاسوں

ہے ایہہ دلیل ضعیف تے ظنی نہیں یقینی خاصوں

اور اس صفحہ کا اخیری شعر ہے: ۔

فر انہاں بہت قیاسی مسئلے لوکاں وچ ہولائے
آپ ہوئے گم راہ ہواؤں نالے لوگ بھلائے

پھر صفحہ ۵ کا پہلا شعر ہے: ۔

ابن سیرین کہیا جو سب تھیں قیاس اول جس کیتا
سو ابلیس آہا جو بھلا سدھا راہ نہ لیتا

(مسئلہ قیاس مجتہد کی دلیل شرعی معادل دوسرے ادلہ شرعیہ ہونے کا ذکر بسط مناسب کے ساتھ رسالہ "تصریح ابحاث فرید کوٹ" میں درج ہے۔ مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ تَمَامَهُ مِنْهُ. عُفِيَ عَنْهُ)

اب اس مسئلہ میں غور کرو کہ کتے اور سور وغیرہ کا بول براز پاک ہے اور حیض کے سوا سارے خون پاک ہیں، قرآن و حدیث میں ان کی نجاست مذکور نہیں ہے، کس قدر اسلام کی توہین ہے۔ اس پر خاک روب بھی کیوں نہ ہنسیں گے۔ انسان کا بول براز یقینی نجس ٹھہرے اور کتے، خنزیر، بندر کا بول براز پاک ہو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ھٰذَا الْفِقْہِ۔

"قرآن مجید" سورۃ اعراف نویں سپارہ کے دوسرے پاؤ کے اخیر ہے:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ.

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی امی جس کا ذکر خیر توریت و انجیل میں ہے ان کو نیک کاموں کا حکم کرتا ہے اور برے کاموں سے منع کرتا ہے اور پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور پلید چیزوں کو حرام کرتا ہے۔

دیکھو! کیسا قرآن سے صاف عیاں ہے کہ جس قدر کھانے کی حرام اشیا ہیں وہ سب پلید ہیں۔

اور ایک اور مسئلہ بھی "انواعِ محمدی" کا سن لیجیے: ۔

چم مردار دباغت کیتیاں پاک نبی فرمایا

إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ جو مسلم لیایا

صفحہ ۱۴ سطر ۱۵، جس سے ثابت ہے کہ خنزیر کا چمڑہ بھی دباغت سے پاک ہے۔

اور یہ مسئلہ بھی "انواع محمدی" کا ہے: ۔

ہے پانی پاک تے پاک کنند آپ نبی فرمایا
ایہہ دو وصفاں اس وچ جاناں نہیں تغیر پایا
جاں رنگ یا بو یا مزہ پانی دا چیز پلید وٹاوے
نہ فر پاک نہ پاک کنندہ اوہ پانی رہ جاوے
فرق نہیں وچ تھوڑی بہت دو قلے یا گھٹ پانی
نہ جاری کھلے نہ مستعمل وچ فرق حدیثوں جانی

اب ان مسائل سے ثابت ہے کہ تھوڑے سے مستعمل پانی میں جب اس قدر بول یا براز آدمی کا پڑ جائے جس سے اس کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے تو اس سے یہ لوگ وضو کر لیں گے کہ ان کے نزدیک وہ پانی پاک ہے اور ان کے کپڑوں کو جب بول براز کتے خنزیر کا خواہ کتنا ہی لگ جائے انہیں کپڑوں سے یہ لوگ نماز پڑھ لیں گے، کیوں کہ یہ پلید نجس نہیں ہیں بل کہ بموجب اصل کے پاک ہیں اور خنزیر کے چمڑے بدبوح پر ان کی نماز روا ہے۔

یہ ان کا بہ تقلید قاضی شوکانی کے عمل بہ حدیث ہے اور چاروں مذہبوں میں یہ نماز ناروا ہے۔

اب ان کی کتابوں سے سندیں لے کر فتوے جاری ہوتے ہیں اور اشتہار چھپتے ہیں اور دیہاتی مسجدوں کے امام ان کتابوں کو خرید کر خود بھی پڑھتے اور عمل کرتے اور دوسرے لوگوں کو بھی سنا کر خراب کر رہے ہیں۔ إِنَّمَآ أَشْكُوا بَثِّي وَحُزْنِيٓ إِلَى اللهِ۔

جن کتابوں کی بنیاد دنیوی مفاد پر ہو جیسا کہ حق التصنیف کے صد ہا روپیہ جو چاروں مذہب میں حرام ہے، کمایا ہو اور مسائل بھی ان کے غلط ہوں تو ان کو مستند بنانا سوائے ضَلُّوْا فَاَضَلُّوْا کے کیا متصور ہو۔

رہا یہ جو اس اشتہار میں بدعت کی قباحت میں کچھ حدیثیں لکھی ہیں، سو یہ بھی مشہروں کی

نفسانیت اور ضدیت ہے کیوں کہ درود شریف مبحوث عنہ ہرگز ہرگز بدعت نہیں ہے جیسا کہ اوپر مرقوم ہو چکا ہے۔

اب یہ قول مشہروں کا کہ

"اس درود کے جواز میں اگر کسی کے پاس دلیل کتاب اللہ اور کتاب الرسول اور اجماع امت کی ہو تو پیش کرے۔ قبول کیا جائے گا" اھ

سو بعد ذکر اس اوپر کی تحریر کے اللہ تعالیٰ سے فقیر کی دعا یہ ہے کہ حق تعالیٰ ان صاحبوں کو قبول کی توفیق دے اور فیما بین کی ضدیت اور نفسانیت کو دفع کرے۔ آمین یا رب العالمین!

اور کتاب اللہ تو ضرور قرآن مجید ہے مگر کتاب الرسول یقیناً ان مشہروں کی ہی بدعت ہے۔ افسوس! اتنا بھی معلوم نہیں کہ کتاب و سنت یا قرآن و حدیث ہی بولا جاتا ہے، نہ کتاب الرسول۔

اور یہ جو اخیر میں لکھا ہے کہ

"بہ جائے اس درود اَلصَّلٰوۃُ الخ کے وہ درود پڑھنا چاہیے جس کا ذکر بار بار حدیثوں میں آیا ہے۔ جس سے دس نیکیاں زیادہ ہوتی اور دس درجے بڑھتے اور دس برائیاں دور ہوتی اور دس دفعہ رحمت اترتی ہے۔ وہ درود یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ الخ۔

المشتہران: فقیر احمد علی برادرزادہ مولوی غلام رسول صاحب مرحوم و مغفور و حقیر عبد العزیز خلف جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب مرحوم ساکنان کوٹ و قلعہ میہاں سنگھ۔" اھ

اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک یہ صیغہ درود جو نماز میں پڑھا جاتا اور نیز اور صیغے بھی حدیثوں میں وارد ہوئے ہیں جو کتاب "حصن حصین" اور "حزب الاعظم" وغیرہما میں جمع ہیں بے شک ان کا پڑھنا افضل ہے نہ یہ کہ ان کے سوا اور کوئی درود نہ پڑھیں، سب صیغے درود

شریف جب ادب اور ارادت کے ساتھ پڑھے جائیں تو بے شک موجب اجر موعود ہیں۔ رہا یہ کہ اس درود نماز والے میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ یعنی بہ ازدیاد لفظ سَیِّدِنَا کے پڑھنا افضل ہے۔ جیسا کہ "درمختار" و "رد المحتار" وغیرہ میں تحقیق ہے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنَا مَعَھُمْ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

اَمَرَ بِرَقْمِہٖ مُحَمَّدٌ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْفَقِیْرُ غُلَامُ دَسْتَگِیْرِ الْھَاشِمِیُّ الْقُصُوْرِیُّ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ فِیْ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ مِنْ شَھْرِ جُمَادَی الْاُخْرٰی ۱۳۰۲ھ فِیْ بَلْدَۃِ گوجرانوالا

نظم پنجابی

مصنفہ حافظ عبد العلی صاحب نقش بندی ساکن گوجراں والا

حمد الٰہی دلوں زباناں آکھاں سو سو واراں — لکھ صلوٰۃ سلام نبی تے جو سید ابراراں
آل اتے اصحاباں اوپر راضی ہووے سائیں — تے ولیاں اتے رحمت رب دی ہووے پنج صباہیں
اس تھیں بعد عرض کراں میں اوہناں مومناں اگے — یا رسول اللہ دے آکھیاں دکھ جنہاں نوں لگے
یا رسول اللہ دے آکھیاں جے کر مشرک ہووے — تد ہووے مشرک ٹکے نہ ہرگز پکا ہو کھلووے
بے مکے جادیاں کندے جیہمیں جیہمیں دے دےنگے — رب دے راہوں پڑتے ناہیں فضل الٰہی منگے
یا رسول اللہ دے آکھیاں دس کی بڑیائی — ایہہ ہے اک نکما جھگڑا کردے نے سودائی
سال بہ سال دین اندر اک نوا فتور مچاون — مسلماناں نوں کافر مشرک بے وقوف بناون
ٹوٹاں گھلیاں ولیاں تائیں وچے شامل کردے — اہل اللہ دی کرن بے ادبی غضبوں نہیں جے ڈردے
تے بے حدیث رسول اللہ تھیں جو کوئی دوبے ناہیں — کافر آکھے کافر ہووے بے او کافر ناہیں
تے کوئی روا نکاح جنازہ گھلی اس دی ہووے — تے کوئی نماز ہووے اس پچھے بے او پیش کھلووے
تے مسلماناں دیاں قبراں اندر کیوں کردی لگھوے — تے کیوں کرو ہے نال اس دے او دعا ب چجر تھیوے

تے مشرک جیہا بڑا ہ کوئی ہر اک ناوں مندہ — مشرک نال جو کرے محبت او وی نہیں ہے بندہ
صلوٰۃ سلام مخاطب کر کے کہنا حضرت تائیں — گجھ گناہ نہیں اس اندر آکھو پنج صباہیں
بن کہ ہر اک مسجد اندر بیٹھے وقت پڑھیوے — بعد نماز پڑھو سب مومن رحمت نازل تھیوے
میں اس کارن بحث کراں کجھ لوڑ نہیں ہن میری — اگے وچ کتاب اپنے دے۔ کیتی بحث بھیری
مولانا جو ہین قصوری خاص خدا دے پیارے — عابد زاہد عارف کامل عامل فاضل بھارے
لکھیا خوب جواب اوہناں نے اندر ایس رسالے — آپے پڑھ کے سمجھ لین گے جیہوے اکھیاں والے
ایسے لوکاں کولوں بچنا چاہیے مومن تائیں — ایہہ رافضیاں[1] دے چھوٹے بھائی صاحب سنت ناہیں
او دشمن اصحاباں دے ایہہ دشمن ہین فقیراں — تقلید اماموں بالکل منکر وگی مار شریراں
سن کے نام امام اعظم دا سڑ بل ہووے کولہ — دل تھیں دشمن اوس دے دا ہتھیاں دا ٹولہ
ایس عقیدہ والا ہرگز ولی نہ ہووے کوئی — وچ درگاہ الٰہی ملے نہ بدعتیاں نوں ڈھوئی
حنفی شافعی مالکی حنبلی گزرے ولی ہزاراں — تے ہن موجود اجے بھی ظاہر باطن باجھ شماراں
جا کے ویکھو حضرت صاحب حیدر شاہ پیارے — جلال پور کیکناں والے اندر جانن لوک جو سارے
کامل اکمل عابد زاہد چشمہ فیض الٰہی — فیض اوہناں تھیں دوروں دوروں پائے آن لوکائی
اج کل جتنیاں وچوں ہین او پورے مرد حقانی — ہور نہ آوے نظر اساں نوں کوئی اوہناں دا ثانی
فضل کمال اس شاہ صاحب تے اندر ایس زمانے — ہر ہر پاسے ہے مشہوری چنگا مندہ جانے
آؤ ہن بھی سمجھ کھلو جد تعصب چھڈو — بیٹھے صاف بناؤ دل تھیں گل کدورت کڈھو
وچ اسلام نہ پاؤ فتنہ بن جاؤ مومن بھائی — یا رسول اللہ دے آکھیاں ہرگز نہیں بڑیائی
ولی اللہ دے درود مستغاث جو پڑھن پڑھاون — یا رسول اللہ بے ادبی وچ کیوں نہ منع کراون
ایہہ خشک ملاں بے سمجھ تے اینویں سوچن ویکھن ناہیں — تے وچ قرآن نہ کرن منہ بر بھلے پھرن کراہیں
او کافر مشرک مسلماناں نوں کہندے سن علماواں — نیم ملاں ایمان دا خطرہ وچ لکھیا داناواں
بس کر حافظ تازی تائیں کافی ہے اشارہ — تے کھوتہ باز نہ آوے بھاویں مار یا جاۓ نکارا
سمجھاں والے سمجھن گے بے سمجھاں سمجھ نہ آوے — الو بانے سمجھن ناہیں لکھ کوئی سمجھاوے

1- علمائے کرام اہل سنت و جماعت نے ایسے اعتقاد والوں کو رافضیوں کے چھوٹے بھائی قرار دیا ہے۔ جیسا کہ رسالہ تحفۃ العرب والعجم مصنفہ جناب نواب قطب الدین صاحب مرحوم دہلوی میں بہ ثبت مواہیر علمائے کرام حرمین شریفین درج ہے۔

اس کے علاوہ اسلامی تاریخ کے اُن تابندہ نقوش کی تدوین جو تاریخ کے صفحات پر اس طرح ثبت ہو چکے ہیں اور اسلام کے عہدِ عروج کی وہ تاب ناک شخصیات جنھوں نے اپنی زندگیاں دین کے کاموں پر وقف کیں اُن کے بے پناہ درد اور خلوص بھرے ناقابلِ فراموش کارنامے اُمت کے سامنے پیش کرنا، اکابر روایت ... اسلاف علما و فضلا کی تاریخی حیثیت کی گم گشتہ علمی فنی زریں تحقیقات کو دریافت کر کے زندہ کرنا، اولیائے کرام (اسلامی نظام ...) کی کرامات و محاسن سے لوگوں کو آگاہ کرنا اور قومی و عالمی فورم پر جہاد اور دہشت گردی کے ... کو واضح کرنا، اکابر علما کی حقیقی فکر کو تازہ رکھنا اور اسلامی پاکستان کے خواب کو حقیقت میں بدلنے کے لیے کوشش کرنا، جس کے حصول کے لیے ہمارے بزرگوں نے اپنی جانوں کے قیمتی نذرانے تک پیش کر دیے، لیکن بد قسمتی سے پاکستان کی ۶۶ سالہ تاریخ (68 سال قمری) میں وہ مقدس پاکستان ہمیں ایک لمحہ کے لیے بھی نصیب نہیں ہو سکا، اس ادارہ کے اہم مقاصد میں شامل ہیں۔

علمائے اسلام کے اردو زبان و ادب کے بھی ایسے کئی نادر و نایاب شہ پارے سامنے لائے جائیں گے، جو اولیت و تحقیق میں اپنا نام اور مقام رکھتے ہیں۔ نیز علم و تحقیق کا ہر وہ چھوٹے سے چھوٹا گوشہ جس کی اہمیت سے لوگ غافل یا نا آشنا رہے ہیں، اس پر جدید یا مختلف انداز میں کام کر کے اس میں نئی جہات تلاش کرنے کا پروگرام بھی ادارے کے مشن کا حصہ ہے۔

مژدۂ نشاط انگیز: "دار الاسلام" کسی وقتی عمل کا نام نہیں، بل کہ اگر بہ وجوہ کی بنا پر قائم کیا گیا ایک ادارہ ہے، ایک مستقل تحریک ہے۔ ایسے دور میں کہ جب گم راہی تیزی سے پھیل رہی ہے، ایک مضبوط اور منظم منصوبے کے تحت کوچہ کوچہ گھر گھر منتقل کی جا رہی ہے، باطل کے کارندے خفیہ اور علانیہ ہر ممکن طریقے سے حق کو دبانے کی مکروہ سازشیں کر رہے ہیں، ستم بالائے ستم یہ کہ باطل پر حق کا لیبل چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے، ایسے حالات میں ایک ایسے ادارے کا قیام عالم اسلام کے لیے مبارک بھی ہے اور نہایت اہم بھی، جو ہر صحیح اسلامی تعلیمات کا ابلاغ اعلیٰ صحافتی معیاروں کو پورا کرتے ہوئے کرے اور جہاں کہیں باطل اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب ہوا ہے یا اپنے پاؤں جمانے کی کوشش کر رہا ہے، اس کا خاتمہ کر کے وہاں اسلامی قدروں کو اجاگر کرے۔

اپیل: "دار الاسلام" اُن اصحابِ علم کی نگارشاتِ قلم کے تحفظ کا فریضہ کفایہ ادا کر رہا ہے، جن کی نسبت حدیث مصطفی ﷺ میں ہے: "وُزِنَ حِبْرُ الْعُلَمَاءِ بِدَمِ الشُّهَدَاءِ فَرَجَحَ عَلَيْهِمْ۔" (خطیب عن ابن عمر رضی اللہ عنہما) "علما کے قلم کی روشنائی کو شہدا کے خون سے وزن کیا گیا تو وہ ان پر بھاری پڑ گئی۔" (الجامع الصغیر 2/571، رقم الحدیث:9619)

اہلِ اسلام سے اپیل کی جاتی ہے کہ "دار الاسلام" کے ساتھ مل کر دین متین کی بہترین اشاعت و ترویج کے لیے اپنی حلال کمائی کا کچھ نہ کچھ حصہ لٹریچر کو عام کرنے میں صرف کریں۔ یقیناً یہ کام آپ کے مالی تعاون اور عزت افزائی کے بغیر ممکن نہیں۔ کیوں کہ یہ وہ دور ہے جس کے بارے نبی آخر الزماں ﷺ پیشین گوئی فرما چکے ہیں کہ "آخری زمانے میں دین کا کام بھی درہم و دینار کے بغیر نہیں چلا کرے گا۔" (کشف الخفاء 2/366، رقم الحدیث:3269)

موجودہ حالات میں اس سلسلۂ خیر و برکت کو آگے بڑھانے کے لیے علم دوست مشائخ، علما، طلبا، امرا، زعما، محسنین ادارات و منتظمین محافل کو خاص توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ادارہ اُمید رکھتا ہے کہ اگر عوام و خواص شعبۂ تحقیق کی اہمیت کو سمجھ کر اس میں اپنا کردار ادا کرنا شروع کر دیں تو ہماری علمی حالت جو پچھلے کچھ عرصے سے باعثِ شفقت بنی ہوئی ہے ان شاء اللہ بہت جلد اس طرف بھی ایک نیا جہان آباد ہو جائے گا۔

"دار الاسلام" کی شائع کردہ تراثِ علمیہ

1- اَلْاَربعین مع تنقید و تبصرہ 2- الرشاد 3- نُزْهَةُ الْمَقَالِ فِي لِحْيَةِ الرِّجَال
پروفیسر علامہ سید محمد سلیمان اشرف بہاری رحمہ اللہ (سابق صدر شعبہ علوم اسلامیہ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ)

4- شَرْحُ الْمِرْقَاةِ لِشَمْسِ الْعُلَمَاءِ الْمَوْلَوِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْحَقِّ الْعُمَرِي الْخَيْرَآبَادِي
وَيَلِيهِ: رسالة في الوجود الرابطي للشيخ الحكيم بركات أحمد التونكي رحمهما الله

5- ابحاثِ ضروری: حافظ ولی اللہ لاہوری رحمہ اللہ، محشی: مولوی فقیر محمد جہلمی رحمہ اللہ
تحقیق و تسہیل: خورشید احمد سعیدی (لیکچرار، انٹرنیشنل اسلامک یونی ورسٹی، اسلام آباد)

6- الروض المجود (وحدة الوجود): علامہ محمد فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ، مترجم: حکیم سید محمود احمد برکاتی

7- علامہ فضل حق خیر آبادی؛ چند عنوانات: خوشتر نورانی علیگ (مدیر اعلیٰ ماہ نامہ جامِ نور، دہلی)

8- حیات استاذ العلما مولانا یار محمد بندیالوی رحمہ اللہ: علامہ غلام رسول سعیدی (دار العلوم نعیمیہ، کراچی)

9- مولوی کعبہ کون؟: مولانا قاری محمد نعمان قادری؛ مصدقہ مولانا حنیف خان رضوی، بریلی شریف

10- مَنْ هُوَ مُعَاوِيَة؟: مولانا قاری محمد نعمان قادری؛ مترجم: پیر سائیں غلام رسول قاسمی

11- اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله: مولانا غلام دستگیر ہاشمی قصوری رحمہ اللہ

12- دِيوَانُ فَضْلِ الْحَقِّ الْخَيْرَآبَادِي دِرَاسَةٌ وَتَحْقِيقٌ لِلدُّكْتُوْرَةِ سَلْمَةَ فِرْدَوْس سِيْهُوْل زیر طبع

13- آداب المریدین: شیخ ضیاء الدین سہروردی رحمہ اللہ، مترجم: الشیخ مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ ،،

14- رسائل (العزۃ الأنصار، مرتبۃ الأنصار، البلۃ الطرویۃ فی التعارف الخیوریۃ، جلاء المرتین عن لصوص الدین): مولانا خیر الدین ... دہلوی رحمہ اللہ (والد ابو الکلام آزاد)، تقدیم از راجا رشید محمود ،،

15- کلیاتِ کافی: سلطان نعت گویاں حضرت مولانا سید کفایت علی کافی مراد آبادی رحمہ اللہ
مع تذکار حیات و کمالات (نثریات و نظمیات) جمع و تحقیق: محمد رضاء الحسن قادری ،،

16- تصحیح العبادات: مناظر اسلام مولانا سید آل حسن رضوی موہانی رحمہ اللہ ،،

17- جواہر مضیہ رد نیچریہ (سر سید احمد خان کے نظریات کا ابطال): مولانا غلام دستگیر قصوری رحمہ اللہ ،،

18- مسند ابی بکر الصدیق: امام ابی بکر احمد بن علی مروزی رحمہ اللہ، مترجم: محمد رضاء الحسن قادری زیر ترجمہ

19- امیر الکلام من کلام الامام (اقوال حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ): پروفیسر مولانا اصغر علی روحی رحمہ اللہ زیر کتابت

20- وسیلۂ جلیلہ (ثبوت جواز توسل): مولانا حکیم وکیل احمد سکندر پوری رحمہ اللہ زیر طبع

امت کا علمی وقار بحال کرنے کی ایک تاریخ ساز کوشش......

......اسلاف کے ورثۂ علمیہ کی اشاعت نو کا گراں مایہ منصوبہ

عصر حاضر کی فکری کش مکش کے تناظر میں عالم اسلام کی حالت زار کا جو تلخ اور اشکاف حقیقت بن کر سامنے آتا ہے وہ ارباب فکر و شعور سے کسی طرح پوشیدہ نہیں۔ فکری بے تمیز یلغار نے ہمہ گیر نظریاتی جنگ چھیڑ کر پوری دنیا کی فضا کو اسلامیت کے حق میں اس قدر مکدر بنا دیا ہے کہ موجودہ حالات کے پیش نظر ہمیں اس کبیدہ ماحول کو شفاف بنانے کے لیے ہر محاذ پر سالوں سال دولت عزم جواں اور خلوص بے پایاں کے ساتھ مسلسل کوشاں رہنا ہوگا۔ اگر اس دوران کی جانے والی ہماری کوششیں واقع میں باطل کی فکری ہومیں تب کہیں جا کر نتائج ہمارے لیے خیر و کامیابی کی نوید لائیں گے۔

حالیہ صورت میں اسلام اور مسلمانوں کی سالمیت کو درپیش چیلنجز میں سب سے بڑا چیلنج "افتراق امت" کا ہے۔ اس پر خطر فتنے کا سرا سر تر رازی طور پر سواد اعظم اہل سنت و جماعت کو جو ہے اسلامی تاریخ کے ہر دور میں "حق کی جماعت" تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔ چناں چہ باطل کے "نمائندے" خاطر خواہ مفادات حاصل کرنے کی غرض سے اس حق پرست جماعت کے مقابل ایکا کر کے اس قسم کے گٹھ جوڑ نے پروپیگنڈے میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرنے لگے کہ جس کے عوض میں ایک طرف تو محض اس جماعت کی حقانیت و صالحیت "مشکوک" ٹھہری۔ دوسرا باطل شکنی جو جمعیت سے اس کا طرۂ امتیاز تھا اسے اس کے لیے ہی طعن بنا دیا گیا۔ بہ ظاہر تو یہ صرف اہل سنت پر حملہ تھا مگر در حقیقت دین اسلام کی روح کو تار تار کرنے کی منظم سازش تھی۔

اس پر مستزاد اہل سنت کے تنظیمی بحرانات اور جماعتی بدحرکیاں بڑی تھیں کہ خود اس جماعت کے بعض علمی حلقوں کی روش یہ بن چلی ہے کہ جب کبھی ان کے آپس میں کوئی علمی بحث چل نکلتی ہے تو کہیں قبول حق سے انکار ہوتا ہے۔ کہیں بزعم تحقیق کے نام پر مسلم نظریات سے فرار ہو رہا ہے، کہیں اندھے اجتہاد کی آڑ میں تصلب کیت کا پرچار اور کہیں اغیار روی حق کا شعار۔ کہیں بے جا فتووں کی بھرمار ہے تو کہیں تجدد پسندی کا خمار اور ہوئی پرستی کا بخار بھی ہے عمومی حالت زار...!!! المختصر حق شناس اور اصلاح کیش رویہ مفقود سے معدوم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کہنے کی بات اتنی سی ہے کہ قوم (بشمول تیز زعما) کا مزاج علم و تحقیق سے عاری ہو چکا ہے اور دھیرے دھیرے بے سمت تحقیق اسلامی اقدار سے ماورا واقعیت بڑھ رہی ہے

"دار الاسلام" کے کتاب دوست حلقے نے یہ اصرار اور مجلس عاملہ نے عمیق غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ اگر ملت اسلامیہ کا نظریاتی تشخص قرون اولیٰ کی روایات کے مطابق قائم رکھنا ہے اور اہل سنت و جماعت کو اپنا کھویا ہوا علمی مقام واپس دلانا ہے تو اسلاف کے علمی کارناموں سے نئی دنیا کو متعارف کرانے کے لیے ان کو از سر نو زندہ کرنا ناگزیر ضرورت ہے۔ اسی نظریہ ضرورت کی تعبیر کے لیے ادارہ ایک جامع پروگرام کے تحت کام کر رہا ہے۔ نایاب اور کمیاب تراث طلبا اہل اسلام کے ذوق کی نذر کرتا رہے گا ان شاء اللہ تبارک و تعالیٰ۔

کتاب ملت بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا

درد مند اور شعور پسند اصحاب جادۂ ثروت کو قدم بہ قدم چلنے کی صلائے عام دی جاتی ہے۔ واللہ الہادی والموفق

دار الاسلام

8-C محی الدین بلڈنگ پہلی منزل، دربار مارکیٹ، لاہور

0321-9425765